شہرِ دل کی جستجو

حمیرا ارباب چندا

شہر دل کی جستجو

سمیرا ارباب چیمہ

"آنسہ پیلس" کو آج دلہن کی طرح سجایا گیا تھا برقی قمقموں نے پیلس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیے تھے، ڈیفنس ایریا میں نئے تعمیر شدہ "آنسہ پیلس" کی شان و شوکت پر پڑنے والی نظریں چندھیائی جا رہی تھیں، سفید ماربل سے بنے اس محل کو رنگ برنگی روشنیاں بکھیرتے آٹومیٹک بلبوں سے سجایا گیا تھا جن کے جلنے اور بجھنے سے بیک وقت دن اور رات کا گمان ہوتا رنگ برنگے پھولوں کی لڑیوں نے محل کی دیواروں اور سیڑھیوں کو ڈھانپ رکھا تھا لان میں لگے پودوں اور چھوٹے درختوں کو بھی برقی قمقموں کا لباس پہنایا گیا تھا اور اب یہ پورے قمقموں کے روشن ہونے سے گھونگھٹ میں سے جھانکتی دلہن کا سا روپ پیش کر رہے تھے تا حد نظر بس روشنی ہی روشنی تھی ڈھیروں مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"ارے.....! ارے.....! ارے..... آپ بالکل غلط سمجھ رہے ہیں جی نہیں یہاں نہ تو کسی کی شادی کی تقریب ہے اور نہ عقیقہ کی نہ تو الیکشن کی تیاری کے لئے جلسے کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور نہ پیلس کے افتتاح کی تقریب ہے۔"

"اجی پریشان کیوں ہوتے ہیں اندر چلیے سب پتہ چل جائے گا۔"

سب مہمان انتظار میں تھے کچھ تو بیچارے تھک کر صوفوں پر ڈیرہ جمائے ہوئے تھے اور کچھ کولڈرنک ہاتھوں میں تھامے قہقہے لگا رہے تھے کہ اچانک ساری لائٹس آف ہو گئیں ہر طرف اندھیرا پھیل گیا اور اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چہ مگوئیاں کرتے لوگوں کی آوازیں ایک عجیب ہی منظر پیش کر رہی تھیں پھر اوپر سیڑھیوں کے بالکل سامنے والا دروازہ کھلا اور اندر سے برآمد ہونے والی ہستی کو فوراً سے پہلے کیمرے کی فلیش لائٹس اور

مکمل ناول

سے قدم اٹھاتی ہونٹوں پر مسکان سجائے نیچے آئی اور پھر ایکدم سے سبھی لائٹس آن ہو گئیں جس سے چار سو روشنی پھیل گئی۔

"ہیپی برتھ ڈے ہیپی برتھ ڈے...... ہیپی برتھ ڈے ڈیئر...... نی...... لو...... فر، ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" یک زبان ہو کر سبھی نے اس موم کی گڑیا کو وش کیا پھر ہر طرف تالیوں کا شور گونجنے لگا۔

"جی ہاں اب پتہ چلا نا آپ کو کہ آج خانزادہ فیملی کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی "نیلوفر خانزادہ" کی بیسویں سالگرہ ہے۔"

"Many Many happy returns of the day dear sister and may you have many many more"

سبھی بھابھیوں اور بھائیوں نے اسے وش کیا اور ساتھ ہی دعا بھی دی۔

"Thank you so much"

مسکراتے ہوئے جواب دے کر وہ اس انسان کی طرف بڑھ گئی جسے وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتی ہے اور وہ انسان اس گڑیا کو جو سفید امبریلا فراک میں ملبوس بالوں کو کھلا چھوڑے سفید جیولری پہنے ہاتھوں میں تازہ گلاب کے پھولوں کا گلدستہ تھامے مسکراتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھ رہا تھا۔

"کیا آپ ہمیں وش نہیں کریں گے پاپا؟"

معصومیت سے اپنی عزیز از جان ہستی کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تو جلال خانزادہ نے اس کے موہنی چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"جنم دن بہت بہت مبارک ہو پاپا کی جان۔" جلال خانزادہ بھی دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر [illegible]

جنم دن اسی شایان شان طریقے سے مناتے تھے انہوں نے دیوار پر لگی بڑی سی مرحوم بیوی کی تصویر کی طرف رخ کیا اور نیلوفر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس تصویر سے مخاطب ہوئے۔

"دیکھ رہی ہو آنسہ آج ہماری پیاری سی پری پورے بیس سال کی ہو گئی ہے دیکھتے ہی دیکھتے وقت اتنا بیت گیا تم جانتی ہیں نا کہ تمہاری بیٹی بالکل تمہارے جیسی ہو لو دیکھو انیس بیس کا فرق نہیں ہے ہماری بیٹی ہر لحاظ سے تم پر گئی ہے وہی عادتیں وہی مسکان سچ پوچھو تو کبھی کبھی تمہاری کمی محسوس نہیں ہوتی جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ تم نے ہمیں تحفے کے طور پر بالکل اپنے جیسی بیٹی جو دی ہے آئی لو یو آنسہ اینڈ تھینک یو سو مچ فار دس بیوٹی فل گفٹ۔" وہ تصویر سے اس طرح مخاطب تھے جیسے وہ ان کے سامنے موجود ہو پھر ان کی بات کے اختتام پر سارا ہال ایکبار پھر تالیوں سے گونج اٹھا اور نیلوفر بے اختیار باپ کے سینے سے لگ گئی پھر تالیوں کی گونج میں ہی کیک کاٹا گیا رات گئے تک پارٹی چلتی رہی سبھی گھر والوں نے اسے قیمتی گفٹس دیے سوائے اس کے پاپا کے کیونکہ اس نے من چاہا گفٹ مانگا تھا وہ بھی اکیلے میں بنا کسی کو بتائے۔

آنسہ بتول اور جلال خانزادہ کی چھ اولادیں ہیں جن میں سے پانچ بیٹے ہیں سب سے بڑے دلاور خانزادہ جو قاعدے قانون اور اصولوں کے پکے ہیں باپ کے بعد گھر میں سب انہی سے ڈرتے ہیں، جلال خانزادہ کوئی بھی فیصلہ انہی کے مشورے کے بعد کرتے ہیں دوسرے نمبر پر ہیں سجاول خانزادہ جو بے حد کم گو ہیں کسی کی ذاتی معاملات میں دخل دینا انہیں بالکل پسند نہیں دلاور اور سجاول نے MBBS کیا ہے اور اب [illegible]

یہ ہیں اس گھر کے منجھلے بیٹے آصف خانزادہ جو دونوں بھائیوں سے متضاد نرم دل ہنس مزاج میں سب سے آگے اور شاعری کے دلدادہ ہیں لیکن اپنی فطری طبیعت کے برعکس وہ پڑھائی میں بلا کے ذہین ہیں بزنس ایڈمنسٹریشن کرنے کے بعد وہ اپنے پاپا کے ساتھ مل کر Beauty products کا بزنس سنبھالتے ہیں ایک روپے کو دس میں بدلنے کی قابلیت انہیں سب میں ممتاز کرتی ہے۔

چوتھے نمبر پر ہیں ابرار خانزادہ جن کی طبیعت میں شوخی اور مسخرہ پن ہے اپنی زندگی اپنے ڈھنگ سے جینے کے قائل ہیں جس میں وہ کسی قسم کا ردوبدل یا پابندی برداشت نہیں کرتے اور ان کی اسی عادت سے گھر والے اکثر خائف رہتے ہیں ایک طرح سے پڑھائی میں عدم دلچسپی کے باعث جسٹ B.A کے بعد ہی اپنے بھائی آصف اور پاپا جلال کے ساتھ ان کے بزنس میں ہاتھ بٹاتے ہیں، بھائیوں میں سب سے آخر میں ہیں شہریار خانزادہ سب کی طرح ان میں بھی ایک خوبی ہے کہ یہ غصے کے بہت تیز ہیں غصے کی حالت میں ان پر مرنے مارنے کا جنون سوار ہو جاتا ہے اس لیے سب ہی ان کے غصے سے ڈرتے ہیں انگلش لٹریچر میں ماسٹرز کے ساتھ Photography ان کا پارٹ ٹائم پروفیشن ہے محل کی دیواروں پر جگہ جگہ ان کے فن کے نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں "آنسہ پیلس" کو انہوں نے "پکچر پیلس" بنا کر رکھ دیا ہے خوبصورت مناظر کو کیمرے کی آنکھ میں قید کرنا ان کا دلپسند مشغلہ ہے آخر میں ہے اس گھر کی بھولی بھالی گھر بھر کی لاڈلی سب کی آنکھ کا تارا نیلوفر خانزادہ جسے سب پیار سے مختلف ناموں سے پکارتے پورا نام تو شاذ و نادر ہی کوئی لیتا ورنہ کبھی گڑیا کبھی نیلو کبھی منی تو کبھی پری کہہ کر پکارا جاتا لیے عرصے کے بعد منتوں مرادوں سے جلال

خانزادہ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی نیلوفر نے اپنی پیدائش پر ہی اپنی ماں کو کھو دیا تھا آنسہ بتول کی وفات کے بعد جلال اور ان کے بیٹے بے حد غمزدہ تھے لیکن سبم جیسی نرم گلابی گالوں والی گڑیا نے ان کے دل اپنی طرف کھینچ لیے سب نے آنسہ بتول کی آخری نشانی کو اپنے آغوش میں سمیٹ لیا۔

جلال خانزادہ کو آنسہ بتول سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ان کی یاد میں آنسہ ہاسپٹل اور آنسہ پیلس بنوایا گیا دیکھتے ہی دیکھتے نیلوفر باپ بھائیوں کے ہاتھ کا چھالا بن گئی وہ ہمیشہ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے کبھی دور کسی رشتہ دار کے گھر بھی نہیں جانے دیتے اسے گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی اگر ہوتی بھی تو بھائیوں کے ساتھ جاتی اس کی ہر خواہش زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دی جاتی اس درجہ توجہ نے اسے حد سے زیادہ ڈرپورک اور حساس بنا دیا تھا بے جا لاڈ پیار کی وجہ سے بگڑنے اور مغرور ہونے کی بجائے وہ بہت نرم دل اور نرم طبیعت کی مالک تھی اس کی کوئی سہیلی نہ تھی کیونکہ اس کے بھائی ہی اس کی سہیلیاں تھے وہ اپنی ہر بات ان سے شیئر کرتی آنسہ پیلس میں عورت ذات کا کوئی تصور ہی نہیں تھا ماسوائے نوکرانیوں اور خود اس کے ایسے میں نیلوفر کو اپنی ماں کی بے حد کمی محسوس ہوتی وہ گھنٹوں اپنی ماں کی تصویر سے باتیں کرتی وہ اکثر اپنے بھائیوں سے ماں کی باتیں کرتی اور پوچھتی کہ وہ کیسی تھیں؟ کیسے باتیں کرتی تھیں جلال خانزادہ محسوس کرنے لگے تھے کہ نیلوفر اپنی ماں کو یاد کر کے اداس رہنے لگی ہے بے شک بھائیوں نے اس کا خیال رکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی تاہم ماں کی کمی کو کوئی پورا نہیں کر سکتا تھا اس لئے انہوں نے بیٹوں کی شادی کا فیصلہ کیا سجاول اور شہریار کی نسبت بچپن سے ہی اپنی خالہ زاد انعم اور ثمن سے طے تھی جو سگی بہنیں تھی شادی کے

زیست فکس ہو گئی لیکن پھر اچانک جلال خانزادہ کے ایک بہت ہی عزیز دوست انگلینڈ سے واپس آ گئے انہیں جلال خانزادہ کا گھر بار خاص آصف خانزادہ بے حد اچھے لگے آصف کی ذہانت اور قابلیت ان کے دل کو بھا گئی اور انہوں نے آصف کو اپنی اکلوتی بیٹی اینقہ کے لئے پسند کیا اینقہ پڑھی لکھی خوبصورت تھی لہٰذا کسی کو بھی اس رشتے پر اعتراض نہ تھا سب کچھ آناً فاناً ہی طے ہو گیا اور جلال خانزادہ کے تینوں بیٹوں کی شادیاں ایک ساتھ ہوئیں بھابھیوں کے گھر میں آ جانے سے نیلوفر بہت خوش تھی دل پھینک طبیعت کے مالک ابرار خانزادہ کی اپنے کالج میں بے شمار لڑکیوں سے دوستی تھی پڑھائی میں ان کا دل نہیں لگتا تھا B.A کی ڈگری حاصل کر چکے تھے بڑے بھائیوں کی شادی پر کراچی والے ماموں پہلی بار اپنی فیملی کے ہمراہ آئے تھے ان کی بڑی بیٹی نجل شرمیلی اور گھبرائی سی ابرار خانزادہ کا دل لوٹ کر لے گئی بھائیوں کی شادی کے ایک ماہ بعد ہی انہوں نے اپنی شادی کا جھگڑا کھڑا کر دیا سب نے سمجھایا کہ وہ پہلے اپنی پڑھائی پوری کرے لیکن ابرار اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے کہ انہیں کون سا پڑھ لکھ کر نوکری کرنی ہے بلکہ وہ تو اپنے پاپا کے ساتھ ان کا بزنس میں ہاتھ بٹانا چاہتا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ نجل کے والد اس کے لئے کسی بہتر رشتے کی تلاش میں تھے یہ بات سن کر ابرار خانزادہ نے علی الاعلان کہہ دیا کہ اگر ان کی شادی نجل سے نہ ہوئی تو وہ ساری زندگی کنوارے بیٹھے رہیں گے تنگ آ کر سب نے ان کے سامنے B.A کلیئر کرنے کی شرط رکھی امتحان میں ایک ماہ باقی تھا جیسے تیسے کر کے پیپرز دیئے اور یوں بڑے بھائیوں سے محض چار ماہ بعد ہی ابرار خانزادہ نجل کو بیاہ لائے آنسہ پیلس ایک دم سے بھرا بھرا لگنے لگا بھابھیوں کی سنگت میں نیلوفر بے حد خوش تھی

سبھی بھابھیاں بھی اسے اپنی چھوٹی بہن سمجھتیں کیونکہ وہ تھی ہی اتنی اچھی اور پیاری بس کبھی کبھی اینقہ کو نیلوفر سے جیلسی محسوس ہوتی کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی لیکن آنسہ پیلس میں جو اہمیت نیلوفر خانزادہ کی تھی وہ کسی اور کی نہ تھی تمام بھائی اب بھی نیلوفر سے اتنا ہی پیار کرتے تھے جتنا کہ شادی سے پہلے نیلوفر بھی ویسے تو اپنی سبھی بھائیوں سے پیار کرتی تھی تاہم اس کے فیورٹ آصف لالہ تھے کیونکہ ان دونوں بہن بھائی کی سوچ اور عادات ملتی جلتی تھیں وہ اپنا کوئی بھی مسئلہ انہی سے شیئر کرتی بس نیلوفر اپنے سب سے بڑے شہریار لالہ سے بے پناہ ڈرتی تھی جب بھی ان پر غصے کا دورہ پڑتا تو نیلوفر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے ایک کونے میں سکڑ سمٹ کر بیٹھ جاتی اس لئے وہ شہریار سے کم ہی بات کرتی تھی۔

آنسہ پیلس اپنے مکینوں کے لئے جنت تھا سب پیار و محبت سے رہتے تھے جلال خانزادہ پڑھے لکھے براڈ مائنڈڈ تھے اس لئے انہوں نے کبھی اپنے فیصلوں کو اپنی اولاد پر تھوپنے کی کوشش نہیں کی تھی سبھی نے اپنی مرضی سے پہلے Subjects اور پھر پروفیشنز Select کئے البتہ سب کی شادیاں میں سوچ بچار سے کام لیا گیا تھا کہ یہ عمر بھر کے سودے ہیں اور آج جلال خانزادہ کو اپنے فیصلے پر فخر تھا۔

......

رسوئی گھر میں مچی ہلچل سے پتہ چل رہا تھا کہ آنسہ پیلس میں صبح کے سات بج چکے ہیں ڈھیروں ملازمین کی موجودگی میں صفائی ستھرائی کا کام پل بھر میں ہی ختم ہو جاتا مسئلہ تھا تو رسوئی گھر کا جسے پہلے وہ کک سنبھالتے تھے البتہ بہوؤں کے آنے کے بعد ان کی چھٹی کر دی گئی تھی بقول جلال خانزادہ "جو لذت ہماری بہوؤں کے ہاتھ میں ہے وہ دنیا کے کسی کک کے ہاتھ میں نہیں" تب سے رسوئی گھر کی ساری ذمہ داری بہوؤں نے سنبھال لی تھی جن میں سب سے ماہر بڑی بہو انعم تھی اگرچہ باقی سب بھی تھوڑا بہت پکا لیتی تھیں تاہم چند ماہ میں ہی وہ انعم سے سب کچھ سیکھ گئی تھیں اور اب سارے مل جل کر کام کرتے تھے۔

"نوری بلبل جلدی سے ناشتہ ٹیبل پر لگا دو" بڑی بہو انعم نے پلیٹیں صاف کر لیں دونوں ملازماؤں سے کہا تو وہ فوراً حکم کی تکمیل کرنے لگیں۔

"ارے ہاں کوئی جا کر نیلوفر کو بھی جگا دو کل رات کی پارٹی کی وجہ سے کافی تھک گئی تھی پتہ نہیں ٹھیک سے سو پائی بھی یا نہیں۔" سنک میں ہاتھ دھوتی انعم نے بعجلت کہا۔

"میں اسے جگا کر آتی ہوں بھابھی۔" نجل کہنے کے ساتھ ہی باہر چلی گئی۔

"اور تم دونوں بھی جلدی سے آ جاؤ۔" انعم نے ٹوسٹر میں توس سینکتی اینقہ اور جگ میں جوس ڈالتی ثمن سے کہا۔

"جی بھابھی آپ چلیے ہم آتے ہیں۔" اینقہ نے جواب دیا تو انعم مسکراتے ہوئے چلی گئی سبھی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے جلال خانزادہ اخبار کے مطالعے میں بری طرح غرق تھے ابھی تک کسی نے بھی ناشتہ شروع نہیں کیا تھا سبھی اپنی اپنی گھڑیوں پر نظر ڈال رہے تھے سب کی بیویاں سروں پہ دوپٹے ڈالے اپنے اپنے سرتاج کی بغل میں ناشتہ دینے کے لئے کھڑی تھیں یہ خانزادہ فیملی کی پرانی رسم تھی کہ بیویاں پہلے شوہروں کو ناشتہ کروائیں پھر خود کھائیں نیز اس فیملی کی بیٹیوں کو بھلے ہی ڈھلے کھلے سر گھومنے کی اجازت ہوتا تاہم بہوؤں کو خاص طور پر سر ڈھانپنے کی پابندی تھی جلال خانزادہ کی بہوؤں نے پڑھی لکھی

اور امیر گھرانے کی ہونے کے باوجود ان رسموں کو بخوبی نبھایا تھا۔

"آصف آپ کو میٹنگ کے لئے دیر ہو جائے گی آپ تو ناشتہ شروع کریں۔" اینقہ نے ذرا سا جھک کر رسٹ واچ پر نظر ڈالتے آصف سے کہا لیکن جواب میں آصف نے عجیب جتاتی نظروں سے اسے دیکھا کہ وہ خاموش ہوگئی۔

"Good morning every body۔" چوڑی دار پاجامہ سوٹ پہنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے نیلوفر خانزادہ نے سب کو مشترکہ مارننگ وش کیا تو سبھی نے پیار سے جواب دیا۔

"کیا بات ہے بیٹا جانی آج اتنی دیر کیسے ہو گئی؟" جلال خانزادہ نے اخبار سائیڈ پر رکھتے ہوئے لاڈ سے پوچھا۔

"آئی ایم سوری پاپا۔" نیلوفر نے سامنے دیوار پہ لگی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے معصومیت سے کہا تو سبھی مسکرانے لگے۔

"کوئی بات نہیں گڑیا چلو آپ ناشتہ شروع کرو۔" بڑے بھائی دلاور خانزادہ نے بہت پیار سے کہا۔

"جی لالہ!" نیلوفر اپنے پاپا کے سائیڈ والی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی یہ جگہ اس کے لئے مختص تھی۔

"نیلو آج میں نے آپ کا من پسند ناشتہ بنایا ہے۔" جلال خانزادہ کو ناشتہ دینے کے بعد انعم نیلوفر کی طرف بڑھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ انڈا پراٹھا نیلوفر کا فیورٹ ناشتہ ہے۔

"تھینکس بھابھی!" بہت آہستگی سے کہا اور پلیٹ پر جھک کر نوالے لینے لگی سبھی ناشتے میں مشغول تھے جبکہ آصف کی نگاہیں نیلوفر پر ٹکی تھیں جو بڑے نام کھا رہی تھی اور کبھی کبھی چور نگاہوں سے پاپا کی طرف بھی دیکھتی۔

"کیا بات ہے منی آپ ناشتہ ٹھیک سے نہیں کر رہیں کوئی Problem ہے کیا؟" آصف کے کہنے پر سب نے اس کی طرف دیکھا جبکہ نیلوفر کا منہ کی طرف نوالہ لے جاتا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"نن.....نہیں لالہ کوئی پرابلم نہیں ہے۔" نیلوفر گھبرا گئی سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ اچھی خاصی کنفیوز ہوگئی۔

"ہاں آنکھیں بھی سرخ ہو رہی ہیں مجھے لگا ہے گڑیا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" دلاور خانزادہ نے باعدہ نبض چیک کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں لالہ ہم بالکل ٹھیک ہیں آپ فکر مت کریں۔" وہ ٹینشن کے مارے ساری رات سو نہیں پائی تھی جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں لیکن وہ بھائیوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ سب کام کاج چھوڑ کر وہ اسی کی فکر میں لگ جائیں گے۔

"مجھے لگتا ہے لالہ کہ نیلو ہم سے کچھ چھپا رہی ہیں۔" ابرار نے مسکرا کر نیلوفر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہوں..... ابرار بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے ورنہ نیلو اتنی چپ چاپ ناشتہ نہیں کرتیں۔" سجاول خانزادہ نے بھی پہلی مرتبہ دخل اندازی کی سب کو باری باری جرح کرتے دیکھ کر نیلوفر نے مدد طلب نظروں سے پاپا کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیے۔

"ارے بھئی کیا آپ لوگ صبح سویرے سوال جواب کی کچہری لگا کر میری بچی کو پریشان کر رہے ہیں یہ ہم باپ بیٹی کے آپس کا معاملہ ہے۔" جلال بیٹی کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے فوراً بولے۔

"ارے یاد آیا پاپا آپ نے پری کو کیا گفٹ دیا؟ ذرا ہمیں بھی تو پتہ چلے۔" شہریار نے گفٹ کے بارے میں تذکرہ کیا جو نیلوفر نے علیحدگی میں مانگا تھا۔

"جی جاپا برتھ ڈے پارٹی میں تو آپ دونوں ٹال کر گئے پر اب تو آپ کو بتانا ہی پڑے گا۔" تجل نے بھی عین موقع پر انٹری لی جبکہ گو سرپرائز گفٹ میں دلچسپی لیتے دیکھ کر نیلوفر گھبرا گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ بھائیوں کے سامنے یہ بات کھلے کہ اس نے کیا مانگا ہے؟

"بھئی ہماری رانی بیٹی نے گفٹ کے طور پر ایک فرمائش کی ہے۔" جلال خانزادہ نے بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے بتایا۔

"کیسی فرمائش؟" سب نے یک زبان ہو کر پوچھا۔

"نیلو بیٹی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا چاہتی ہے۔" انہوں نے آخر کار راز فاش کر ہی دیا، نیلوفر نے بھائیوں کے چہروں کو دیکھا جہاں عجیب ملے جلے تاثرات تھے جنہیں وہ کوئی نام نہ دے سکی البتہ آصف کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی اور اشارے سے ہی اس نے نیلوفر کو بتا دیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہے بس وہ شہریار سے ڈر رہی تھی، باقی سب تو مان ہی جاتے لیکن اس کا ماننا مشکل تھا کیونکہ شہریار شروع سے ہی اس کے کوایجوکیشن میں پڑھنے کے خلاف تھا P.C.S میں ٹاپ کرنے کے بعد نیلوفر کو پرائیویٹ کالج میں فری ایڈمیشن ملا تھا لیکن شہریار بضد تھا کہ زمانہ خراب ہے اور نیلوفر ابھی نادان ہے اس لیے نیلوفر کا لڑکوں کے ساتھ پڑھنا ٹھیک نہیں باقی سب بھی اس سے متفق ہو گئے اور صدا کی ڈرپورک نیلوفر کو گرلز کالج میں ہی ایڈمیشن لینا پڑا اور B.C.S کی بجائے simple B.A ہی اس نے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا وہ اپنے کالج کی بیسٹ انگلش ڈیبیٹر بھی رہ چکی تھی B.A میں بھی اس نے انگلش لٹریچر رکھا تھا اور اب اسی مضمون کو وہ آگے لے کر جانا چاہتی تھی اسی لئے اس نے ماسٹرز کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن شہریار اس خواہش کے سامنے بھاری بھرکم دیوار بن کر کھڑا تھا اس کا کہنا تھا کہ اگر نیلوفر مزید پڑھنا چاہتی ہے تو پرائیویٹ پڑھے لیکن وہ کسی صورت بھی یونیورسٹی نہیں جائے گی البتہ گھر کے باقی افراد نے ابھی کچھ نہیں کہا تھا۔

"نیلو یونیورسٹی نہیں جائے گی پاپا۔" شہریار نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"خاموش رہو شہریار جب بڑے بات کر رہے ہوں تو بیچ میں نہیں بولتے۔" شہریار سے بڑے ابرار نے اسے ڈانٹا جبکہ نیلوفر جو ٹیبل کے نیچے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں مضبوطی سے پیوست کیے بیٹھی تھی شہریار کو غصے میں آتا دیکھ کر دل میں کچھ پڑھنے لگی۔

"اور ویسے بھی پاپا بہتر سمجھتے ہیں کیا صحیح ہے کیا غلط اس لئے تم چپ رہو۔" سجاول خانزادہ کو بھی اس کا بیچ میں بولنا ناگوار گزرا۔

"اور جہاں تک مجھے لگتا ہے کہ اگر منی یونیورسٹی جائے تو اس میں کوئی برائی بھی نہیں اتنے شاندار رزلٹ کے بعد اسے گھر بٹھانا زیادتی ہوگی کیوں لالہ؟" نرم طبیعت کے مالک آصف نے بھی سہولت سے اپنی رائے پیش کی تو نیلوفر نے تشکر آمیز نظروں سے بھائی کو دیکھا۔

"آصف بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے پاپا ہمیں اپنی گڑیا پر پورا بھروسہ ہے۔" دلاور خانزادہ کے کہنے پر نیلوفر کی نظریں جھک گئیں۔

"ہوں۔" جلال خانزادہ جو اس ساری کارروائی کے دوران بالکل خاموش تھے ایک دم سیدھے ہو گئے جبکہ نیلوفر کے آیات کے ورد کرتے دل نے روانی پکڑ لی تمام وکلاء کی رضا مندی ملنے کے بعد فیصلہ اب ہائی کورٹ کے جج کے ہاتھ میں تھا جن کے پرسوچ خدوخال اور لہجہ

بہ لمحہ بدلتے زیر و بم سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا فیصلہ سنانے والے ہیں نیلوفر نے اپنی دونوں آنکھیں میچ لیں۔

''بہت سوچ بچار کے بعد ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ..... اس ''حرف'' کے آگے نیلوفر کی دھڑکنیں تھم گئیں دل نے کام کرنے سے انکار کر دیا ایک آنکھ کھول کر سامنے دیکھا جلال خانزادہ اسی کی طرف دیکھ رہے تھے اور نیلوفر کی اس حرکت پر وہ مسکرائے تو اس کی دھڑکنیں پھر سے بحال ہو گئیں دل جو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے سے انکاری تھا اس نے پھر پمپ کرنا شروع کر دیا تھا اس نے پوری آنکھیں کھول کر دیکھا۔

''ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہماری رانی بیٹی ضرور یونیورسٹی جائے گی۔'' پاپا کا فیصلہ سن کر نیلوفر کے دل میں پٹاخے پھوٹ پڑے۔

''اور ہماری رانی بیٹی شہریار کی یونیورسٹی میں ہی پڑھے گی۔'' پاپا کی دوسری بات صور اسرافیل کی طرح اس کے کانوں میں گونجی ابھی وہ صحیح طرح سے خوش بھی نہیں ہو پائی تھی کہ اس کا دل بجھ گیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پہلی خبر پر خوشی کا اظہار کرے یا دوسری خبر پر سوگ منائے۔

''لیکن پاپا۔'' شہریار نے کچھ کہنا چاہا لیکن جلال خانزادہ نے غصے بھری نظر سے اسے دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

''ہم نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا؟'' ایک طرح سے انہوں نے جتایا تھا۔

''آئی ایم سوری پاپا میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا مجھے بھلا آپ کے فیصلے سے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔'' شہریار بری طرح سے شرمندہ ہوا تھا۔

''پاپا نے بالکل ٹھیک سوچا ہے شیری اس طرح ہماری گڑیا کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور وہ محفوظ نگاہوں میں بھی رہے گی کیا تمہیں یہ مناسب نہیں لگتا؟'' دلاور نے اسے سمجھایا تو وہ ایک بار پھر شرمندہ ہوا۔

''نہیں لالہ ایسی بات نہیں ہے پاپا نے سوچا ہے تو مناسب ہی ہوگا میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نیلوفر رانی کا پورا خیال رکھوں گا۔'' شہریار نے نیلوفر کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے کہا تو سبھی خوش ہو گئے اور ناشتہ کر کے اپنی منزلوں کی طرف چل پڑے جبکہ نیلوفر پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئی۔

آصف سونے کی تیاری میں تھے نائٹ سوٹ پہن کر وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کر رہے تھے معاً ان کی نظر اپنی قمیض کے ڈھیلے بٹن پر پڑی ابھی وہ بٹن کو دیکھ ہی رہے تھے کہ انیقہ ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھامے داخل ہوئی آصف کو شرارت سوجھی اس نے بٹن کھینچ کر علیحدہ کر دیا وہ اس کا عکس آئینے میں دیکھتے ہوئے مسکرائے انیقہ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر گلاس رکھ کر بیڈ شیٹ درست کرنے لگی۔

وہ آئے ہمارے گھر میں یہ خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو اور کبھی اپنے ٹوٹے بٹن کو دیکھتے ہیں

آصف نے عادت سے مجبور شاعرانہ انداز میں ٹوٹے بٹن کی طرف اشارہ کیا تو انیقہ ہاتھ میں بٹن تھامے آصف کو دیکھ کر مسکرائی پھر وارڈ روب کی طرف بڑھ گئی۔

''کیا بات ہے آج آپ کچھ زیادہ رومینٹک نہیں ہو رہے؟'' آصف کے اپنے گرد تنگ ہوتے گھیرے کو محسوس کرتے ہوئے انیقہ نے کہا۔

''اجی آپ اجازت ہی نہیں دیتیں ورنہ بندہ ناچیز ہر وقت رومینٹک موڈ میں رہے۔'' آصف نے قدرے جھکتے ہوئے کہا

''کیا کر رہے ہیں آصف سیدھے کھڑے رہیئے نا۔'' انیقہ نے اس کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر پیچھے کرتے ہوئے کہا آصف کے بار بار ہلنے کی وجہ سے وہ بٹن نہیں ٹانک پا رہی تھی۔

''بھئی آپ جیسی شعلہ جوالہ سامنے ہو تو کون کافر سیدھا کھڑا رہ سکتا ہے ایسے قیامت خیز شباب کو سامنے پا کر اسے ڈگمگانے میں دیر نہیں لگے گی۔'' آصف نے اسے پھر خود سے قریب کیا۔

''بس بس..... اب شہنشاہ غزل مت بنیئے گا۔'' انیقہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکتے ہوئے کہا۔

''کتنی ناشکری ہیں آپ میڈم ورنہ لڑکیاں ترستی ہیں ایسے Life Partner کے لئے۔'' آصف نے قدرے گردن اکڑا کر کہا تو انیقہ کی ہنسی چھوٹ گئی بٹن پکا کرنے کے بعد انیقہ اس کے سینے کے قریب ہو کر دھاگہ توڑنے لگی لیکن آصف نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

''کاش کہ یہ لمحے یہیں تھم جائیں۔'' آصف کی بات پر انیقہ نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جس کی آنکھوں میں واضح شرارت رقص کر رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی دروازے پر ہونے والی دستک نے ان کا ارتکاز توڑا دونوں نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا۔

''کون ہے؟'' آصف نے قدرے دھیمی آواز میں پوچھا۔

''ہم ہیں لالہ!'' نیلوفر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

''ارے منی اس وقت۔'' آصف نے ایک جھٹکے سے انیقہ کو خود سے دور کیا یہاں تک کہ وہ گرتے گرتے بچی اور خود قمیض کا بٹن لگاتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا آصف کے اس انداز پر انیقہ جل بھن گئی۔

''کیا مصیبت ہے پرائیوسی نام کی کوئی چیز نہیں اس گھر میں کیا ہی اچھا ہو جو انسان دو گھڑی سکون سے باتیں کر لے اور اوپر سے یہ محترمہ سارا دن تو خدمتیں کرواتی ہی ہیں رات کے اس پل بھی چین نہیں مہارانی کو۔'' انیقہ غصے سے بڑبڑائی جبکہ آصف دروازہ کھول چکا تھا۔

''ارے منی آپ آؤ نا ایسے باہر کیوں کھڑی ہو؟'' آصف نے انگلیاں مروڑتی نیلوفر سے کہا۔

''آئی ایم سوری لالہ وہ..... میں۔'' نیلوفر نے بات ادھوری چھوڑی وہ بہت شرمندہ تھی اس وقت آنے پر لیکن مجبوری تھی اس لئے آنا ہی پڑا۔

''ارے چندا سوری کس بات کے لئے یہ بھی تو آپ ہی کا کمرہ ہے اور آئندہ سے اس کمرے میں آنے کے لئے آپ کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں آپ جب چاہیں جس وقت چاہیں یہاں آ سکتی ہیں سمجھیں۔'' آصف نے اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے پیار سے ڈانٹا اور ڈانٹ بھی ایسی کہ ہر لفظ میں شیرینی گھلی ہو نیلوفر نثار ہو گئی اتنے لاڈ پر آصف اسے اپنے ہمراہ اندر لائے۔

''سوری بھابھی آپ ڈسٹرب ہو گئیں۔'' نیلوفر نے انیقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو آصف کا کوٹ جنگ کر رہی تھی۔

انیقہ جو پہلے ہی غصے میں تھی نیلوفر کے سوری بولنے پر اور تپ گئی۔

''یہ اچھی رہی پہلے تو اچھے خاصے موڈ کا بیڑا غرق کر دو پھر سوری بول کر معذرت کر لو۔'' لیکن یہ بات انیقہ صرف سوچ سکتی تھی اس نے نیلوفر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔

''کوئی بات نہیں۔'' انیقہ کہنے کے ساتھ ہی وارڈ روب کی طرف بڑھ گئی نیلوفر کو کچھ عجیب سا لگا اس نے آصف کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیئے۔

''ارے آپ ابھی تک کھڑی ہیں بتایئے کہاں بیٹھیں گی بیڈ پر یا صوفہ پر؟'' آصف نے نیلوفر کی توجہ بیٹھنے کی طرف دلائی ورنہ انیقہ کا رویہ انہیں بھی کچھ خاص نہیں لگا۔

''نہیں لالہ ہم تو بس آپ سے......''

''اچھا چلو نہ بیڈ پر نہ صوفے پر آپ یہاں بیٹھیں گی ہمارے ساتھ آیئے۔'' آصف نے اس کی بات کاٹتے ہوئے صوفے کے ساتھ بچھے قالین کی طرف اشارہ کیا جہاں سفید گاؤ تکیے دیوار کے ساتھ پڑے تھے، اس کے سائیڈ پر ایک بک ریک تھی جس میں آصف کی پسندیدہ شاعری کی بکس تھیں آصف اکثر فارغ وقت میں گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر ٹانگیں پھیلائے پرسکون ہو کر ان کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے آصف اپنے ساتھ بٹھا کر بغور اس کا چہرہ دیکھنے لگے جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بہت بری الجھن میں پھنسی ہے۔

''وہ لالہ اینچولی مجھے کچھ......''

''اچھا پہلے یہ بتاؤ ہماری منی کھائے گی کیا؟ کیک بسکٹس یا آئس کریم۔'' آصف نے ایک بار پھر اسے گھبراتا دیکھ کر ٹوک دیا۔

''کچھ نہیں لالہ۔''

''ہیں کچھ نہیں لالہ یہ کیا بات ہوئی ہمارے آنسہ پیلس میں جہاں تک جانتا ہوں کھانے پینے کی ہر چیز Available ہے لیکن یہ ''کچھ نہیں لالہ'' نام کی چیز نہ تو ہمارے گھر میں اور نہ ہی مارکیٹ میں ابھی تک آئی ہے کیا یہ کسی نئی ڈش کا نام ہے؟'' آصف نے کمال مہارت سے حیران ہوتے ہوئے کہا تو نیلوفر جو کب سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہی تھی آصف کے اس انداز پر ہنسنے لگی اور یہی تو وہ چاہتے تھے کہ نیلوفر ایکدم پرسکون ہو جائے اور جو کہنا چاہتی ہے آرام سے کہے۔

''اچھا آپ کی یہ نئی ڈش جب آئے گی تب آئے گی فی الحال ہم آپ فیورٹ آئس کریم منگواتے ہیں۔'' آصف کے پوچھنے پر نیلوفر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''انیقہ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو ہماری گڑیا کے لئے فریزر سے آئس کریم لا دیجئے پلیز۔'' آصف نے انیقہ سے کہا۔

''جی ابھی لائی۔'' انیقہ نے کچھ پل دونوں بہن بھائی کو دیکھا پھر اٹھ کر چلی گئی۔

''نوکرانی سمجھ کر رکھا ہے مہارانی نے۔'' دل میں بڑبڑاہٹ جاری تھی انیقہ کے جانے کے بعد آصف نے اپنا رخ مکمل طور پر نیلوفر کی طرف کیا۔

''ہوں...... تو اب نیلوفر خانزادہ یونیورسٹی جائیں گی سو تیاری ہو گئی صبح پہلا دن جو ہے۔'' آصف نے جان بوجھ کر یونیورسٹی کا ٹاپک چھیڑا کہ ہو نہ ہو بات اسی سے متعلق ہے اور ان کا شک یقین میں بدل گیا جب نیلوفر نے سر جھکا لیا۔

''کیا بات ہے منی کوئی پریشانی ہے تو کھل کر بتاؤ۔'' آصف نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو صدا کی حساس نیلوفر کے نظریں اٹھا کر دیکھنے پر آصف کا دل دہل گیا کیونکہ اس کی لاڈلی بہن کے نیلے نین کٹورے پانیوں سے اس طرح بھرے تھے کہ ایک پل کے لئے بھی اگر پلکیں جھپکیں تو دونوں آنکھوں سے دریا بہہ نکلیں گے۔

''ارے منی یہ کیا یہ آنسو کیا بات ہے بچے کیا آپ یونیورسٹی جانے پر خوش نہیں ہیں چندا؟'' آصف نے اسے پیار سے خود میں بھینچ لیا تو نیلوفر کے سچ مچ آنسو بہہ نکلے۔

''نہیں لالہ ایسی بات نہیں ہے۔'' نیلوفر نے سر کو دھیرے سے جھٹکتے بھائی کو کہا۔

''تو پھر کیا بات ہے لالہ کی جان یہی تو آپ چاہتی تھی اور پھر اب تو شہریار بھی آپ کے ساتھ ہے پھر کس بات کی پریشانی ہے؟''

''یہی تو اصل پریشانی ہے نا لالہ۔'' نیلوفر نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا تو آصف نا سمجھی کے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''آپ تو جانتے ہیں نا شیری لالہ کو کیسے بات بات پر انہیں غصہ آ جاتا ہے کتنے جنونی ہیں وہ اور ہمارے معاملے میں تو وہ اور بھی زیادہ پوزیسو ہیں پہلے ہی وہ ہمارے کو ایجوکیشن میں پڑھنے کے خلاف رہے ہیں اور اب بھی وہ صرف بابا کے ڈر کی وجہ سے مانے ہیں اگر یونیورسٹی میں کچھ ہو گیا تو وہ تو مرنے مارنے پر تل جائیں گے ان حالات میں ہمارا پڑھنا کتنا مشکل ہو جائے گا لالہ؟'' نیلوفر نے آنسو صاف کرتے ہوئے ساری بات آصف کے گوش گزار کر دی۔

''ہوں...... تو یہ ٹینشن ہے۔'' آصف نے ہوں پر زور دے کر قدرے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

''جی لالہ یہی ٹینشن ہے اب ہر وقت ہم شیری لالہ کی نظروں میں رہیں گے اور اوپر سے مصیبت کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ بھی ایک ہیں ہمیں تو بہت ڈر لگ رہا ہے لالہ اب آپ ہی بتایئے ہم کیا کریں۔'' نیلوفر نے اپنی گھبراہٹ ظاہر کر کے آصف سے مدد مانگی۔

''ارے میری پیاری سی بہنا پہلے یہ بتاؤ آپ کو کس بات کا ڈر ہے یونیورسٹی میں کچھ ہو جانے کا یا پھر شہریار کے رویہ کا۔'' آصف پوری طرح اس کی مسئلہ سمجھ گئے تھے۔

''دونوں کا۔'' نیلوفر نے جھٹ سے جواب دیا۔

''اوکے تو پھر میری بات کو غور سے سنیئے منی آج میں آپ کو لڑکوں کی فطرت کے بارے میں ایک سچے کی بات بتاتا ہوں یہ لڑکے بیشک چھچھورے بدتمیز یا خود کو بوز کرنے والے ہی سہی لیکن یہ اس وقت تک اپنے قدم آگے نہیں بڑھاتے جب تک کہ صنف مخالف خود انہیں پیش قدمی کا راستہ نہ دکھائے مخلوط ادارے میں پڑھنا کوئی بری بات نہیں نہیں لیکن یہ ہم سب کو یہ عزائم لے کر چلنا چاہیے کہ اچھا مستقبل ہمارا منتظر ہے باقی سب باتوں کے لئے تو ساری زندگی پڑی ہے لیکن یہ جو تعلیم کا دور ہے نا گولڈن پیریڈ کی طرح ہوتا ہے جو ایک بار گزر جانے پر بھی لوٹ کر واپس نہیں آتا اور جہاں تک بات کچھ اونچ نیچ ہو جانے کی ہے یا کسی کو پسند کرنے یا ہونے کی ہے تو اس بارے میں میرا Point of view یہ ہے کہ اگر کوئی آپ کو ذاتی طور پر پسند کرتا ہے اور اس نے اپنی پسندیدگی کو اپنے تک ہی محدود کر رکھا ہو تو اس میں کوئی برائی نہیں خدا نے سب کو آنکھیں دی ہیں آپ کسی کو خود کو دیکھنے سے نہ تو روک سکتے ہیں نہ کسی کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ سکتے ہیں۔'' دور اندیش اور غضب کی نظر رکھنے والے آصف خانزادہ نے کمال خوبی سے بہن کی الجھن کو بھی سلجھایا اور ساتھ ہی Co-Education سے متعلق اپنا موقف بھی بیان کر دیا بھلے وہ لاکھ نیلوفر کے آگے پڑھنے پر خوش ہوں لیکن اندر سے ڈر بھی رہے تھے کہ ان کی بہن بہت معصوم اور حساس ہے اور پہلی بار ایک مخلوط ادارے میں پڑھنے جا رہی ہے اسی لئے وہ اسے ساری باتیں پہلے ہی کلیئر کروانا چاہتے تھے۔

''وہ سب تو ٹھیک ہے لالہ پر سوسائٹی میں موو کرنے کے لئے ہمیں کسی نہ کسی کی مدد اور سہارے کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے نا ہم سارے کام اپنی مدد آپ کے تحت تو نہیں کر سکتے نا ہو سکتا ہے ہمیں پڑھنے کے لئے کسی اور کی اور کسی دوسرے کی بھی تو ہماری ضرورت پڑ سکتی ہے نا ایسے میں شیری لالہ جو ہم پر پہلے سے نظر رکھے ہوئے انہیں تو یہ سب غلط لگے گا وہ تو اس بات کو بھی

نہیں سمجھیں گے۔'' سب باتیں کلیئر ہونے کے باوجود بھی نیلوفر کو شہریار کی ٹینشن تھی۔

''دیکھو بیٹا جہاں تک میں شیری کو جانتا ہوں وہ بچپن سے کو میں پڑھتا آیا ہے اس لئے وہ اتنا Narrow Minded بھی نہیں ہے کہ کسی کو آپ سے بات کرنے یا محض مدد مانگنے پر غلط سمجھے اور ہاں گڑیا وہ آپ کا باڈی گارڈ تھوڑی ہے جو آپ پر نظر رکھے بلکہ وہ تو آپ کے سچے اور اچھے بھائی کی طرح آپ کا محافظ بن کر حفاظت کرے گا تاکہ آپ کو کوئی دقت نہ ہو یا آپ پر کوئی آنچ نہ آئے تو کیا یہ ٹھیک نہیں؟'' آصف کے سمجھانے پر نیلوفر نے بنا کچھ کہے سر جھکا لیا اور کچھ سوچنے لگی اور اس کی اسی ادا پر آصف مطمئن ہو گئے کیونکہ یہ اس کے بچپن کی عادت تھی جب کوئی بات سمجھ میں آ جاتی تو کچھ پل اپنے طور پر تجزیہ کرتی اور پھر خوش ہو جاتی۔

''ارے واہ لالہ! جس بات کو لے کر ہم کل رات سے سو بھی نہیں پائے آپ نے کتنی آسانی سے اسے کلیئر کر دیا۔'' نیلوفر نے عادت کے مطابق خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''دیکھا اب آپ بھی ہم سے وعدہ کریں کہ جو کچھ بھی میں نے کہا اسے نہ صرف پلو سے باندھ لیں گی بلکہ عمل بھی کریں گی۔'' آصف نے مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''پکا وعدہ لالہ!'' نیلوفر نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''لالہ ایک بات کہوں؟'' نیلوفر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ایک کیوں لاڈو دو کہو۔'' آصف بھی یکدم سنجیدہ ہو گئے۔

''لالہ آپ اس دنیا کے سب سے اچھے بھائی ہیں آپ جیسا کوئی نہیں۔'' نیلوفر کے کہنے پر آصف نے زور سے قہقہہ لگایا۔

''بھئی ظاہر ہے دنیا کی سب سے پیاری اور لاڈلی بہن کا بھائی کوئی معمولی آدمی تو نہیں ہو سکتا۔'' آصف نے بھی اس کی ستواں چھوٹی ناک کو کھینچتے ہوئے اسی کے انداز میں کہا تو وہ ہنسنے لگی۔

''اچھا اب ہم چلتے ہیں لالہ بہت دیر ہو گئی۔'' نیلوفر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے آپ کی بھابھی آئس کریم لینے گئی تھی لگتا ہے بنانے ہی بیٹھ گئی۔'' آصف کو یاد آیا کہ انیقہ کافی دیر سے گئی تھی۔

''کوئی بات نہیں لالہ انہیں کوئی کام ہو گا ویسے بھی ہمارا موڈ نہیں ہے اگر ہو گا بھی تو ہم خود لے لیں گے۔'' نیلوفر نے ان کے مزید ڈسٹرب ہونے کی وجہ سے منع کر دیا۔

''اچھی بات ہے اب آپ جاؤ اور آرام سے سو جاؤ۔'' آصف نے دروازے تک آتے ہوئے کہا تو نیلوفر ایکدم سے رک گئی۔

''اوکے لالہ گڈ نائیٹ۔'' نیلوفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ نائیٹ شریر بچی۔'' آصف کچھ دیر اسے جاتا دیکھتے رہے پھر اندر آ گئے۔

نیلوفر کا آج یونیورسٹی میں پہلا دن تھا سبھی گھر والے اس کے ناشتہ کرنے سے لے کر بکس اور فولڈر تک کی تیاری میں لگے۔

''یہ نیلو وقت پر کرنا۔'' انعم نے ٹفن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا ہے بھابھی؟'' نیلوفر نے ٹفن کے بارے میں پوچھا۔

''یہ آپ کا Lunch box ہے بیٹا۔'' انعم کی بجائے جلال خانزادہ نے جواب دیا۔

''Lunch box! یہ کیا پاپا اب ہم یونیورسٹی لنچ بکس لے کر جائیں گے؟'' نیلوفر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''اس میں برائی کیا ہے بیٹا پڑھائی اپنی جگہ لیکن آپ کو اپنی صحت کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔'' جلال خانزادہ جو چشمے کی آنکھ سے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے اس کی طرف دیکھنے لگے جبکہ باقی سب ناشتے کے ساتھ باپ بیٹی کی بحث انجوائے کر رہے تھے۔

''لیکن پاپا اب ہم بچے نہیں رہے سب وہاں کیفے ٹیریا سے کچھ نہ کچھ کھا رہے ہوں گے اور ہم وہاں سب کے سامنے یہ ڈبہ کھول کر بیٹھیں گے کتنا برا لگے گا۔'' نیلوفر نے دونوں بازو سینے پر باندھ کر بچوں کی طرح کہا کہ سب قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئے۔

''دیکھا حرکتیں آپ کی پانچ سالہ بچوں جیسی ہیں اور پھر کہتی ہیں ٹفن نہیں لے کر جائیں گی۔'' جلال خانزادہ نے اخبار پر نظر ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا تو سب ایک بار پھر ہنسنے لگے۔

''لیکن پاپا اچھا نہیں لگے گا۔'' نیلوفر نے سب کو ہنستا دیکھ کر کمال معصومیت سے کہا۔

''رہنے دیجئے تایا پاپا اگر وہ نہیں لے جا رہی تو کوئی بات نہیں گڑیا مت لے جاؤ ٹفن، شہریار تم ایسا کرنا لنچ ٹائم میں گڑیا کو کینٹین سے کچھ اچھا سا کھلا دینا۔'' سب سے بڑے دلاور خانزادہ نے پاپا اور نیلوفر کو منع کرنے کے بعد شہریار کو تاکید کی۔

''جی بہتر لالہ چلیں نیلو۔'' شہریار نے جواب دے کر نیلوفر سے چلنے کے لئے کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

''اوکے پاپا اب ہم چلتے ہیں۔'' نیلوفر جانے سے پہلے پاپا کی طرف بڑھی تو وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے باقی سب نے بھی ان کی تقلید کی۔

''اوکے میرا پیارا سا بچہ خوب من لگا کر پڑھنا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا تعلیمی ریکارڈ ہمیشہ کی طرح شاندار اور برقرار رہے۔'' جلال خانزادہ نے اس کے گڑیا سے گول مٹول چہرے کو تھامتے ہوئے کہا۔

''انشاء اللہ پاپا ہم پوری کوشش کریں گے۔'' نیلوفر کے سعادت مندی سے جواب دینے پر جلال خانزادہ نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا باقی سب نے بھی اسے Best wishes دیں اور وہ ڈھیر ساری دعاؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر سرشاری سے کار میں آ بیٹھی سارے راستے شہریار اس کی Brain washing کرتے رہے اور وہ محض سر جھکائے ''جی لالہ'' کہہ کر جواب دیتی رہی۔

یونیورسٹی میں عجیب طرح کی کھلبلی مچی ہوئی تھی ہر کونہ پر ہجوم تھا بے شمار لڑکے اور لڑکیوں کے کپل تھے جن میں سے کچھ درختوں کے نیچے کتابوں کو کھولے بحث کرنے میں اور بعض لڑکے لڑکیاں ڈھیر ساری ٹولیوں کی شکل میں کھڑے تھے اور New students کو دیکھ کر ہنستے ہوئے اپنے Comments دیتے اور ساتھ ہی ہاتھوں پر ہاتھ مار کر قہقہے لگاتے کینٹین کی حالت بھی صبح ہی صبح دیکھنے لائق تھی بعض طلبہ امروں سے جلدی آنے کے چکروں میں خالی پیٹ بھاگ آئے تھے اور اب بیچارے کینٹین کو اپنے گھر کا باورچی خانہ سمجھ کر لائن لگائے کھڑے تھے کچھ تو بھاپ اڑاتی چائے اور بسکٹس لے کر وہیں پلاسٹک کی میز کرسیوں پر بیٹھے اس نازک سے ناشتے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جبکہ بعض تو ہاتھوں میں برگر اور کولڈ ڈرنکس لیے تازہ ہری گھاس پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

نوٹس بورڈز پر بھی غضب کا رش تھا کیونکہ نیو کمرز کا آج فرسٹ ڈے تھا اس لئے سب

Students کے رولنمبر زبمع ڈھیر سارے اصول وہدایات کے نوٹس بورڈز پر چسپاں کیئے گئے تھے اور بیچارے نیو کمرز چہرے پر فکر اور پریشانی ڈر اور نا جانے کیسے کیسے تاثرات لیئے نوٹس بورڈز کے اردگرد مکھیوں کی طرح منڈلا رہے تھے۔

نیلوفر کے لئے سب کچھ نیا اور انوکھا تھا اس بہت ڈر لگ رہا تھا اس نے اپنی رفتار بالکل سست کر لی شہریار اس سے قدرے فاصلے پر آگے کی طرف چل رہا تھا جبکہ وہ اپنے فولڈر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر مضبوطی سے سینے لگائے ادھر ادھر ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی جیسے کسی بہت ہی معصوم بچے کو تنہا ایک میدان کے بالکل وسط میں کھڑا کر دیا گیا اور لوگ اس کے آس پاس کھڑے ہو کر بے تحاشا ہنس رہے ہوں اسے ڈرا رہے ہوں اور وہ بچہ آپ کو بالکل اکیلا اور بے بس سمجھ کر رو رہا ہو نیلوفر کا دل بھی کسی معصوم بچے کی طرف دیکھ ہنس رہے ہیں کچھ دور چل کر شہریار کو احساس ہوا کہ وہ اکیلا ہی چل رہا ہے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا نیلوفر اس سے تھوڑا دور بالکل خاموش کھڑی تھی شہریار نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دائیں طرف دیکھا غزالی بلاک کے باہر لڑکوں کی ایک ٹولی جمع تھی جن سے میں سے ایک لڑکے کے ہاتھ میں سنڈے میگزین تھا سبھی لڑکے اس میگزین کے کور پیج پر بنی ماڈل کے لباس اور جسم پر ہنس ہنس کر Comments Pass کر رہے تھے نیلوفر ان سے فاصلے پر کھڑی تھی وہ اس قدر محو تھی کہ شہریار کے بلانے اسے دیکھنے لگی جیسے کسی بھیانک خواب سے جاگی ہو۔

''کک...... کچھ نہیں لالہ ہم تو بس دیکھ رہے تھے۔'' اس نے کانپتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

شہریار اس کی حالت سمجھ رہا تھا اس لیئے اس نے نیلوفر کے کندھے پر بازو رکھتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر چلنا شروع کر دیا۔

''دیکھو پری میں جانتا ہوں کہ آپ کو یہ سب بہت عجیب لگ رہا ہے لیکن اب تو آپ کو یہ سب دیکھنے کی عادت ڈال لینی چاہیے کیونکہ یہ تو روز کا معمول ہے کہ پڑھائی کم اور یہ سب Activities زیادہ لیکن رانی آپ کو یہ سب بھول کر صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دینی ہے کسی سے بھی کوئی فضول بات کرنے کی اگر آپ کو ہیلپ کی ضرورت ہو تو مجھ سے کہنا ہمارا ڈیپارٹمنٹ تو ایک ہی ہے پر کوئی بات نہیں میں ہر وقت آپ کی مدد کے لئے تیار رہوں گا بس آپ اپنے کام سے کام رکھنا او کے۔'' شہریار نے خلاف توقع اسے ساتھ لیئے کسی مہربان دوست کی طرح سمجھایا۔

''جی لالہ!'' نیلوفر کو اس کا یہ انداز اچھا لگا ورنہ وہ تو ہمیشہ ان سے بات کرتے ہوئے گھبراتی تھی۔

''اوہ...... پر لالہ ہم نے نوٹس بورڈ نمبرز تو نوٹ ہی نہیں کیئے۔'' نیلوفر نے رک کر ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو اس کی حرکت پر شہریار ہنسنے لگا۔

''اس کی ضرورت نہیں کیونکہ میں All ready نوٹ کر چکا ہوں فور پیریڈز یہ فرنٹ والے دو رومز میں ہوں گے پھر جیسے ہی پڑھائی اسٹارٹ ہو گی تو ٹیچرز خود ہی آپ کو رومز کے بارے میں بتا دیں گے۔'' شہریار نے دائیں سائیڈ سیڑھی کے پیچھے گیلری میں بنے کمروں کی طرف اشارہ کیا۔

''اور ابھی تین چار دن تک تو ٹیچرز نئے سٹوڈنٹس سے Introduction کریں گے اور سٹڈی کے نام پر تھوڑی بہت ڈسکشن ہو گی اور ویسے بھی اس ڈیپارٹمنٹ کے تقریبا سبھی ٹیچرز ہمیں اور ہماری فیملی کو جانتے ہیں میں ان سے آپ کے بارے میں بات کر چکا ہوں بس آپ نورتھ پیریڈ کے بعد مجھے اس سیڑھی کے پاس ملنا میں وہیں آپ کا ویٹ کروں گا پھر ہم اچھا سا Lunch کریں گے ٹھیک ہے۔'' شہریار نے اسے سب کچھ سمجھایا اور اینڈ میں ملنے کی جگہ بتاتے ہوئے دائیں ہاتھ بنی سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا پھر کچھ ہدایتیں دینے کے بعد اسے روم میں بھیج کر وہ خود بھی لائبریری کی طرف چل پڑا کیونکہ اسے ایک بک ایشو کروانی تھی۔

نیلوفر کو یونیورسٹی جاتے ایک ہفتہ گزر گیا ان سات دنوں میں وہ نہ صرف ماحول کو اچھی طرح سمجھ گئی تھی بلکہ خود کو کافی حد تک ایڈجسٹ بھی کر چکی تھی اب اسے پہلے دن کی طرح گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی شاید اس لئے کہ وصی لالہ اور شیری لالہ کے کہنے کے مطابق وہ اپنے کام سے کام رکھتی اس کا یہ ڈر بھی غلط ثابت ہوا کہ شیری لالہ اس پر نظر رکھیں گے بلکہ وہ تو خود اپنے کاموں میں بزی رہتے البتہ دونوں لنچ ساتھ ہی کرتے نیو کمرز کی کلاسز کے لئے نئے ٹیچر اپائنٹ کے لئے گئے تھے جن کا نام پروفیسر ظفر آفندی تھا جو بے حد سخت تھے یہ باقی Studtenss کی رائے تھی بدقسمتی سے وہی نیلوفر کے کلاس ٹیچر تھے جب اس کلاس کو اپنے نئے ٹیچر کے بارے میں پتہ چلا تو کو افسوس ہوا کیونکہ پروفیسر آفندی بالکل ایک سکول ٹیچر کی طرح بے ہیو کرتے پہلے دن ہی انہوں نے صرف اپنا نام بتایا اس کے علاوہ کسی اور سے کچھ پوچھنے یا بتانے کی زحمت نہ کی اور پہلے ہی دن لٹریچر کے فرسٹ ناول پر ٹھیک ٹھاک لیکچر دے دیا جو شاذ و نادر ہی کسی کو سمجھ میں آیا ہو ورنہ باقی سب کے تو سروں کے اوپر سے گزر گیا اور تو اور آفندی صاحب باقاعدہ ہوم ورک بھی دیتے اور نہ کرنے پر سزا کے طور پر ڈھیر ساری اسائنمنٹ تیار کرنے کے لئے دے دیتے اسی لیئے سبھی سوڈنٹس نے ان کا نام ہلاکو خان رکھ دیا تھا ہنسی تو آفندی صاحب کو آتی نہیں تھی خود تو کچھ خاص پڑھاتے نہیں تھے ہاں البتہ پہلے ہی دن ڈھیروں کتنی اور پروفیسرز کے نوٹس Students کو لکھوا دیئے اور بیچاری مظلوم قوم سال کے پہلے ہفتے میں ہی ان نوٹس کا بوجھ ڈھو ڈھو کر ادھ موئے ہو چلے تھے۔

آج نیلوفر پورے پندرہ منٹ لیٹ ہو گئی تھی اور کلاس میں بھاگتے ہوئے پہنچی لیکن وہاں بھی ایک بھیانک خبر اس کی منتظر تھی اس کی کلاس فیلو منزہ نے بتایا کہ پندرہ دن کی بجائے آٹھویں دن ہی کلاسز شفٹ کر دی گئیں اور فرسٹ پیریڈ آفندی صاحب تھرڈ فلور کے روم نمبر چھ میں لیں گے اور لیٹ ہونے کی سزا کے طور پر وہ بھیانک اسائنمنٹ سب کے سامنے تھی جو کسی کو منظور نہ تھی اس لئے لٹریچر ڈیپارٹمنٹ میں بھگدڑ مچ گئی۔

ڈگر...... ڈگر...... ڈگر کی آوازوں نے پوری گیلری میں زلزلے کا سا سماں پیدا کر دیا نیلوفر بھی ایک ہاتھ میں نوٹس کا پلندہ اور دوسرے میں فولڈر تھامے سیڑھیوں کی طرف تیزی سے بھاگی لیکن بدقسمتی سے اپنے ہی جیسے کسی بے صبرے سے بری طرح ٹکرا گئی نتیجے میں سارے نوٹس گیلری کے فرش پر بکھر گئے اور خود بھی اس نے بچنے کے لئے سیڑھیوں کی گریل کا سہارا لیا نیلوفر نے سنبھلنے کے بعد غور کیا تو سامنے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی ہاتھ میں ایک کتاب تھامے دیوار کا سہارا لئے کھڑی تھی جس کی شاید دو کتابیں ٹکرانے کی وجہ سے نیچے گر گئی تھیں۔

''اوہ سوری...... آئی ایم ریئلی ویری سوری میں ذرا جلدی میں تھی۔'' اس لڑکی نے ذرا سنبھلنے پر معذرت کی۔

''Its ok غلطی ہماری بھی ہے ہمیں بھی غور کرنا چاہیے تھا۔'' نیلوفر کو بھی اپنی غلطی کا

احساس ہوا وہ بھی شرمندہ ہوگئی اور نیچے جھک کر اپنے نوٹس سمیٹنے لگی۔

"میں بھی تمہاری مدد کرتی ہوں۔" اس لڑکی نے بھی جھک کر نوٹس اٹھانے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی اپنی کتابیں بھی اٹھائیں۔

"نیو سٹوڈنٹ؟" اس لڑکی نے سوال کیا تو فولڈر میں نوٹس رکھتی نیلوفر نے ہاں میں سر کو ہلا دیا۔

"انگلش لٹریچر رائٹ؟" پھر سے سوال پوچھنے پر نیلوفر نے بنا کچھ کہے سر کو ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔

"ارے واہ میں بھی لٹریچر میں ماسٹرز کر رہی ہوں پھر تو ہماری خوب جمے گی۔" وہ لڑکی جوش سے تالی مارتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔

"So friensd?" اس کے ہاتھ بڑھانے پر نیلوفر حیرت سے منہ کھولے کچھ پل دیکھتی رہی۔

"سوری ہم کسی سے فرینڈ شپ نہیں کرتے۔" نیلوفر نے منع کر دیا۔

"کیوں تمہیں ڈاکٹرز منع کیا ہے کیا؟" وہ لڑکی ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے ہنس دی تو نیلوفر کو اس کے ایکدم فری ہو جانے پر مزید حیرت ہوئی۔

"جی ایسی بات نہیں ہے بائی دا وے ہمیں دیر ہو رہی ہے جانے۔" نیلوفر کو وہ لڑکی عجیب سی لگی اس لیے وہ بات ختم کر کے چلی گئی۔

[illegible]

میں کہتے ہوئے وہ بھی گیلری سے باہر نکل گئی۔

"ری وہ لڑکی کیا کہہ رہی تھی آپ سے؟" واپسی پر نیلوفر گاڑی کے فرنٹ ڈور سے باہر دیکھ رہی تھی جب اچانک شہریار نے پوچھا۔

"کون لڑکی؟" نیلوفر نے الٹا سوال کر دیا۔

"ارے وہی جو آپ سے کوریڈور کی سیڑھیوں پر ٹکرائی تھی۔" سٹیئرنگ گھماتے ہوئے شہریار نے اس کی یادداشت کو جھنجھوڑا۔

"ج...... جی وہ اللہ وہ تو سوری بول رہی تھی اور ہم سے دوستی کرنا چاہتی تھی لیکن ہم نے صاف منع کر دیا اور تو کچھ نہیں۔" نیلوفر ڈر گئی کہ شہریار کو کیسے پتہ چل گیا اس لئے فوراً وضاحت پیش کر دی۔

"آپ کو اسے منع نہیں کرنا چاہیے تھا I think آپ کو اس لڑکی کی آفر قبول کر لینی چاہیے۔" شہریار نے اپنی رائے دیتے ہوئے اس کو حیرت کے سمندر میں ڈبکیاں لگانے پر مجبور کر دیا۔

"لیکن آپ ہی نے تو منع کیا تھا۔" وہ اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھی۔

"ہاں لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ کو میرے علاوہ بھی کسی دوست کی ہیلپ کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔" شہریار انجانے میں کچھ زیادہ ہی کہہ گیا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ شہریار کے اچھی لڑکی کہنے پر چونکی۔

"مم...... میں...... میرا مطلب ہے کہ وہ اچھے خاندان کی لگتی ہے اب کی بار اگر وہ اپنا ہاتھ بڑھائے تو منع مت کرنا ٹھیک ہے۔" نیلوفر کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے شیری نے گڑبڑاتے ہوئے فوراً بات کلیئر کر دی اور ساتھ ہی تاکید بھی کی۔

"جی اچھا!" نیلوفر کو دال میں کچھ کالا لگ

...ا تھا لیکن پھر سر جھٹک کر سوچنے لگی کہ اس کے لئے تو یہی خوشی کی بات ہے کہ وہ اب اکیلی نہیں ہوگی بلکہ اس کی بھی کوئی دوست ہوگی اور دوستی کرنے کے لئے وہ لڑکی بھی بری نہیں تھی گاڑی جیسے ہی آنسہ پیلس کے سامنے رکی تو وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر کچھ سوچ کر مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"او سنی آخر تم بتا کیوں نہیں دیتے کہ تمہیں ان میں سے کون سی لڑکی پسند ہے؟" یاسر صاحب نے تھک کر شیشے کی میز پر بکھری تصویروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"پلیز بابا میں بھی آپ سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔" ہاتھ میں ریموٹ تھام کر چینل سرچنگ کرتے ہوئے سنی نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔

"کیا مطلب؟ ابھی نہیں کرنی تبسم آپا اب آپ ہی اسے سمجھائیے۔" یاسر صاحب نے نخرے بیٹے کو دیکھتے ہوئے منہ بولی بہن کی طرف [illegible]

"جی آپا ماں آپ ہی انصاف کیجئے ابھی تو میری پڑھائی پوری ہوئی ہے میں پہلے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں اور بزنس کی الف، ب تک تو مجھے معلوم نہیں ایسے کیسے میں شادی کر [illegible]" سنی نے ان کے گھٹنوں میں بیٹھتے ہوئے [illegible] بیان کیا وہ بچپن سے انہیں آپا ماں کہتا [illegible]

"ارے پھر ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے بچہ ابھی [illegible] کیا ہے کرے گا شادی بھی ابھی تو اسے [illegible] دنیا ہے کل کو بیوی بچوں کے سامنے بھی [illegible] سے آگے ہی پیارے گا۔" تبسم آپا نے [illegible] لی ورنہ وہ کب سے چپ چاپ [illegible] جرح بازی سن رہی تھیں۔

"لیکن آپا!" یاسر صاحب نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ سنی کے موبائل کی گھنٹی بجنے لگی وہ جینز کی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر موبائل ٹٹولنے لگا پھر آن کر کے کانوں سے لگا لیا جبکہ یاسر صاحب اسے بات کرتا دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

"ہیلو...... ہاں یار...... اچھا...... ہاں میں بس نکلنے ہی والا تھا او کے بائے۔" موبائل آف کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے وہ ہاتھ بڑھا کر صوفے پر پڑی جیکٹ اٹھا کر پہننے لگا۔

"او کے بابا آپا ماں مجھے ایک دوست سے ارجنٹ ملنا ہے میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔" سن گلاسز لگا گاڑی کی چابی اٹھائے وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

"دیکھا تبسم آپا یہ آپ ہی کے لاڈ پیار کا نتیجہ ہے۔" وہ صوفے پر بیٹھ کر تصویریں اکٹھی کرنے لگے۔

"ہاں میرے لاڈ پیار نے تو تجھے بھی بگاڑ دیا ہے جیسا تو ضدی ویسا تیرا بیٹا ضدی۔" تبسم آپا بھی کہتے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

تیسرے پیریڈ کے بعد دو پیریڈز فری تھے اس لئے وہ گراؤنڈ میں بنے سنگی بنچ پر آ بیٹھی متلاشی نگاہوں سے متعدد بار اس لڑکی کو ڈھونڈا لیکن شاید وہ نہیں آئی تھی بے دلی سے وہ نوٹس کا مطالعہ کرنے لگی۔

"ہیلو۔" ایک جھٹکے سے وہی لڑکی اس کے پاس آ بیٹھی سٹیپ کٹنگ بالوں اور ہمہ وقت چہرے پر رہنے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ آج بھی بے حد حسین لگ رہی تھی۔

"اوہ ہائے۔" نیلوفر اسے اچانک سامنے دیکھ کر خوش ہوگئی۔

"کیسی ہو تم؟" نہایت ہی اپنے پن سے پوچھا جیسے وہ ایک دوسرے کو پہلے ہی جانتی

ہوں۔

"فائن تھینک یو۔" نیلوفر کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے اس لئے فوراً خاموش ہوگئی۔

"By the way تم شاید کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں کسے ڈھونڈ رہی تھیں؟" خود سے سوال کر کے خود ہی جواب دینا شاید اس لڑکی کی عادت تھی۔

"جی وہ۔" نیلوفر اس سے پہلے کہ کچھ کہتی اس نے فوراً ٹوک دیا۔

"خیر چھوڑو میں کون سا تمہاری دوست ہوں جو تم مجھے بتاؤ ویسے ایک بات بتاؤں ڈاکٹرز کہتے ہیں فرینڈ شپ ایک Medicine کی طرح ہے جس کا Daily dose لینے سے آپ کا B.P نارمل رہتا ہے آپ ڈپریشن سے بچے رہتے ہیں اور سب سے بڑھ کر چہرے پر کیل مہاسے اور چھائیاں بھی نہیں نکلتیں۔" اس لڑکی نے جس طرح دوستی کی Definction دی نیلوفر خود کو ہنسنے سے روک نہیں پائی پھر کتنی ہی دیر وہ دونوں ہنستی رہیں۔

"تو پھر کیا خیال ہے مجھ سے دوستی کرو گی؟" اس لڑکی کے پوچھنے پر نیلوفر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے آئی ایم نغمہ ہشام۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔

"نیلوفر خانزادہ۔" نیلوفر نے بھی اپنا نام بتاتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔

"اوہ...... کے...... نیلوفر ویری گڈ بہت پیارا نام ہے تمہارا۔" اس لڑکی نے مزید بات کرنے کے لئے کہا۔

"تھینکس ویسے آپ بہت اچھی باتیں کرتی ہیں۔" نیلوفر کو بھی اس سے بات کرنا اچھا لگا۔

"ارے جی ہم تو صرف باتیں کرتے ہیں اچھی

اس لئے منہ سے ہمیشہ اچھا ہی نکلتا ہے۔" نغمہ نے ذرا اکڑتے ہوئے وضاحت دی۔

"کیا نام ہے آپ کے پاپا کا؟" نیلوفر نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ہشام احمد شیرازی کافی نامی گرامی شاعر ہیں میرے پاپا۔" نغمہ نے فخر سے بتایا۔

"ارے ہاں یاد آیا ہمارے آصف لالہ کے پاس آپ کے پاپا کی شاعری کی کتابیں ہیں کافی اچھی پوئٹری کرتے ہیں۔" نیلوفر نے یادداشت پر زور ڈالتے ہوئے بتایا۔

"ہاں ویسے نیلوفر میں ایک اور خانزادہ کو جانتی ہوں یہیں لٹریچر ڈیپارٹمنٹ کا ہی ہے فائنل ایئر کا سٹوڈنٹ ہے شہریار خانزادہ۔" نغمہ نے اس کی بات نظر انداز کر کے مزید بتایا۔

"ارے وہی تو ہمارے لالہ ہیں۔" نیلوفر شہریار کے نام پر ایکسائیٹڈ ہوگئی۔

"کیا؟" نغمہ چیخ مار کر کھڑی ہوگئی۔

"تو کیا تم شہریار خانزادہ کی بہن ہو؟" نغمہ نے عجیب متفکر انداز میں پوچھا تو نیلوفر کو کھڑی ہوگئی۔

"جی ہاں پر آپ انہیں کیسے جانتی ہیں؟" نیلوفر نے جواب دینے کے ساتھ سوال بھی داغ دیا۔

"اوہو...... بہت اچھی طرح سے وہ تمہاری طرح بے پیسہ لے کر بولنے والا کسی سے کم فری ہونے والا ویسے تمہیں دیکھ کر مجھے جان جانا چاہیے تھا کہ تمہارا اس سے کوئی Relation ضرور ہے اور کسی سے دوستی کے لئے بھی اس نے منع کیا ہوگا رائٹ؟" نغمہ اس کی آس پاس نگاہ لگاتے ہوئے متجسس انداز میں پوچھا۔

"کیا تو تھا لیکن آپ سے دوستی کرنے کے لئے بھی انہوں نے ہی کہا تھا۔" نیلوفر اس کی باتوں کا مطلب سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"اچھا کیا اس نے خیر چھوڑو ارے تم کھڑی کیوں ہو بیٹھو نا؟" نغمہ نے مطمئن انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ایک بات پوچھیں آپ سے نغمہ؟" نیلوفر نے بھی بیٹھ کر بات شروع کی۔

"پوچھو نا اور پلیز نیلوفر میں دوستی میں آپ جناب کی قائل نہیں ہوں اس لئے تم مجھے تم کہہ کر پکارو۔" نغمہ نے اجنبیت کی دیوار کو گرانا چاہا۔

"پر ہم کیسے؟"

"اوفوہ نیلوفر جب تم ہم یا ہمیں کہتی ہو نا تو لگتا ہے کہ تمہارے ساتھ دو چار لوگ اور بھی ہیں تم Easily بات کیا کرو نا۔" نغمہ نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اب پوچھو بھی۔" نغمہ نے اسے خاموش دیکھ کر کہا۔

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ میں تو جب سے کلاسز اسٹارٹ ہوئی ہیں Regular آ رہی ہوں لیکن میں نے آپ کو میرا مطلب ہے تمہیں کل سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" نیلوفر کو اس کے انداز میں بات کرتے ہوئے کافی دقت ہو رہی تھی۔

"یہ ہوئی نہ بات ایسے ہی بولا کرو اور جہاں تک میرے آ نے کا تعلق ہے تو میں اپنے چچازاد بھائی تو قیر کی انگیجمنٹ کی تیاریوں میں بزی تھی اس لئے ایک ہفتے کی چھٹیاں منا رہی تھی۔" نغمہ اس کی ہچکچاہٹ دور ہونے پر خوش ہوگئی اور تفصیلاً اپنے اور اپنے گھر والوں کے بارے میں بتانے لگی۔

"اچھا نیلوفر اپنے بارے میں تو میں نے سب کچھ بتا دیا اب تمہاری باری ہے کون کیا ہے تمہاری فیملی میں۔" اپنے بارے میں بتانے کے بعد نغمہ نے اس کے بارے میں جاننا چاہا تو نیلوفر بھی اسے اپنے بھائیوں، بھابیوں پاپا اور یہاں تک کہ نوکروں کے بارے میں بھی بتانے لگی نغمہ

بھی اس کی باتوں میں کافی دلچسپی لے رہی تھی پھر کتنی ہی دیر وہ دونوں ہنستی اور باتیں کرتی رہیں یہاں تک کہ دو پیریڈز بھی گزر گئے پھر دونوں اٹھی چھٹا پیریڈ اٹینڈ کرنے کے لئے چل دیں۔

شہریار کب سے انتظار کی سولی پر لٹک رہا تھا دو بار چائے کا آرڈر دینے کے بعد تیسری بھاپ اڑاتی چائے بھی اس کے سامنے تھی لیکن اسے اپنا مزید انتظار کرنا بے کار لگا میلیو بک میں پیسے رکھ کر وہ جانے کے لئے کھڑا ہوا ہی تھا کہ سامنے سے وہ ہوٹل کا فرنٹ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئی شہریار نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اس صنف نازک کو دیکھا مرجنڈا کلر کے فراک پائجامہ میں بالوں کو کھلا چھوڑے نفیس سے سینڈلوں میں مقید سفید پاؤں سے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وہ کسی ریاست کی ملکہ لگ رہی تھی۔

"ہیلو کیسے ہو مسٹر شہریار خانزادہ؟" نغمہ نے اسے پہلے سے کھڑا دیکھ کر فوراً حال چال پوچھا۔

شہریار نے جواب دینے کی بجائے پہلے رسٹ واچ اور پھر اس اپسرا کے چہرے کو خفگی سے دیکھا تو وہ جان گئی کہ یہ اس کے لیٹ آنے پر ناراضگی کا واضح اظہار ہے۔

"I am sorry آئندہ ایسا نہیں ہوگا Promise۔" نغمہ نے کانوں کو پکڑ کر معصومیت سے معذرت کی تو شہریار نے بھی مسکرا کر اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا پھر دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ویسے آج کل آپ رہتے کہاں ہیں مسٹر شہریار خانزادہ یونیورسٹی میں بھی کم ہی دکھائی دیتے ہیں۔" دو دن تک مسلسل نغمہ نے اسے نہیں دیکھا اسی لئے پوچھا۔

"ویسے یہی سوال میں تم سے کروں تو؟"

شہریار نے بھی اس کی ایک ہفتے کی مسلسل غیر حاضری کے بارے میں شکوہ کیا۔

''خیر ان دنوں تم میں بزی تھی لیکن تمہارے بارے میں مجھے ڈاؤٹ ہے۔'' نغمہ کالی گہری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''لیکن میں تو پہلے جیسا ہوں یہاں تو کچھ نہیں بدلا۔'' شہریار نے خود کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''بدلا تو کافی کچھ ہے بہت کچھ چھپانے لگے ہو مجھ سے اپنی بہن کا ایڈمشن تک کروایا اور تو اور مجھ سے دوستی کے لئے بھی اسے تم نے منع کیا تھا ہے نا۔'' نغمہ نے اسے اس کا جرم یاد دلاتے ہوئے کہا۔

''تم سے نہیں بلکہ کسی ایسی ویسی لڑکی کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کیا تھا ایکچوئلی وہ ہم بھائیوں کی اکلوتی اور لاڈلی بہن ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میری غیر موجودگی میں اس کا پورا خیال رکھو۔'' شہریار کے لہجے میں نیلوفر کے لئے تفکر تھا جسے نغمہ محسوس کرسکتی تھی جبکہ وہ بھی اکلوتی تھی لیکن اس کا کوئی بھائی نہیں تھا اسے نیلوفر کی قسمت پر رشک تھا۔

''تم فکر مت کرو اب تو ہم Best friends ہیں بلیوی میں اپنی ہونے والی نند کا پورا خیال رکھوں گی۔'' نغمہ نے اسے یقین دلاتے ہوئے شرارت سے کہا۔

''مائی گاڈ بہت فاسٹ لڑکی ہو تم۔'' شہریار ہنس دیا۔

''کیا کریں شرافت اور سیدھے پن کا تو زمانہ ہی نہیں ہے کل کو پھر تم بدل گئے تو اتنی مشکل سے تو تمہیں قابو کیا ہے۔'' نغمہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا جو پہلے دن سے اس اکڑو شخص پر مرمٹی تھی جو پہلے تو پوز کرتا رہا لیکن بالآخر اس جادوگر حسینہ کے ہاتھوں ہار مان کر محبت کا اقرار کر بیٹھا۔

''اچھا چھوڑو یہ سب بتاؤ کیا لو گی؟''

شہریار نے میوزک کی طرف اشارہ کیا۔

''وہ سب کچھ شہریار جو صرف میرا ہے'' نغمہ نے اس کا میوزک کی طرف جاتا ہاتھ تھاما ماحول میں خاموشی چھا گئی شہریار نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک آس تھی یقین کی گہری چمک تھی شاذ و نادر ہی وہ ایسے موڈ میں شہریار کو بھی اس کا خاموش رہنا پسند نہ تھا اسے ہنستی مسکراتی نغمہ سے ہی پیار تھا۔

''میرا یقین کرو نغمہ میں تمہارا ہوں صرف تمہارا۔'' شہریار نے اس کے نرم ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبا کر اپنی چاہت کا یقین دلایا تو وہ خوشی سے سرشار ہوگئی۔

''سچ۔'' اسے اپنی قسمت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''سچ۔'' شہریار نے بھی اسی انداز میں جواب دیا تو دونوں اپنے بچگانہ پن ہنسنے لگے۔

''ارے یار کیا بکواس ہے کتنے سڑے ہوئے گانے سنوا رہا ہے مانا کہ تجھے محبت ہوگئی ہے پر اب منگنی بھی تو کروالی ہے پھر کیوں مجنوں بنا پھر رہا ہے؟'' حارث گاڑی میں گونجتی آواز راہی کی دردناک آواز سے ٹھیک ٹھاک بور ہو رہا تھا ٹیپ کا بٹن آف کرنے کے بعد اس نے ہنستے ہوئے توقیر کا مذاق اڑایا۔

''ہنس لے بیٹا جب تجھے محبت ہوگی نا سارا سارا دن کسی حسینہ کے پیچھے خوار ہونا پڑے گا تب پوچھوں گا آٹے دال کا بھاؤ۔'' توقیر نے اپنی قابل رحم حالت کا مذاق بنتے دیکھ کر حارث کو ویران کیا۔

''تھینک گاڈ مجھے یہ بیماری لاحق نہیں ہوئی ورنہ عشق میں انسان دنیا بھلا دیتا ہے یہ تو سنا تھا خود سے بھی بیگانہ ہو جاتا ہے یہ آج تجھے دیکھ کر یقین ہوگیا اللہ بچائے اس بلا سے۔'' حارث نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا کر ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

ہم نے تجربوں میں ساری زندگی گزاری ہے
بخدا عشق بھی کتنی حسین بیماری ہے
تو ملے نہ اس کا ہمیں کچھ غم نہیں
بس تیرا دیدار ہی اب زندگی ہماری

''اسٹیرنگ مضبوطی سے تھامے توقیر نے حارث کی بات کا جواب شاعرانہ میں انداز دیا جس میں بے پناہ مطلب چھپے تھے۔''

''کیا بات ہے میرے دوست تو تو شاعر بھی بن گیا واہ رے عشق تیری کرشمہ سازیاں۔'' توقیر نے گاڑی جیسے ہی یونیورسٹی کے سامنے روکی تو حارث نے باہر نکل کر ہاتھ ہلاتے ہوئے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

''اوہو سرسید بلاک کے سامنے ویٹ کرنے کے لئے کہا تھا آپی نے کہاں رہ گئیں۔'' چمکتی دھوپ میں آنکھوں پر دائیں ہاتھ کا سایہ کیئے توقیر نے جھنجلاتے ہوئے کہا جبکہ حارث کی نگاہیں بھی آس پاس متلاشی انداز میں دوڑ رہی تھیں۔

''ارے وہ رہیں۔'' دور سے آتی نغمہ کو دیکھ کر توقیر نے قدرے چلا کر کہا ساتھ میں نیلوفر بھی تھی حارث نے بھی اس کے ہاتھ کے اشارے کی سمت دیکھا لیکن وہ دیکھنا ہی عذاب بن گیا نگاہ لڑکی میں بیزاری سے اٹھائی گئی لاپرواہ سی نظر نے جھکنے سے صاف انکار کردیا معصومیت سے لبریز وہ گول مٹول شفاف چمکتا چہرہ بھی دھوپ کی تمازت سے اور بھی چمک رہا تھا گولڈن براؤن کمر سے اوپر تک کھلے سلکی کا نظارہ پیش کر رہے تھے گول گول قدرے چھوٹی آنکھوں میں بھی گہری چمک تھی جنہیں سیاہ گہری پلکوں نے اپنے دامن میں سمیٹ رکھا تھا صحت مند [illegible] طرح اپنے ساتھ لگائے آہستہ سے زمین پر قدم رکھتے ہوئے نیلے لباس میں ملبوس وہ نیلم پری کسی نان اسٹاپ گاڑی کی طرح ہر راستہ ہر سگنل توڑتے ہوئے سیدھا اس کے دل میں گھس گئی جیسے اس نے ایک عرصے سے بند کرکے باہر "No entry" کا بورڈ چسپاں کر رکھا تھا اور بیچارا حارث لمحوں کی اس ستم ظریفی پر احتجاج بھی نہ کر سکا وہ حیران تھا اپنی بے بسی پر شاید اسے ہی پیار کہتے ہیں حارث نے ایک بار پھر کسی معصوم بچے کی طرح بنا پلک جھپکے اس پری پیکر کو دیکھا جو کسی بات پر ہولے سے مسکرائی تو حارث کو اپنے آس پاس Maxmonium اور Mouth organ کی ملی جلی جلترنگ سنائی دینے لگی گلاب سے ہونٹوں کی مسکراہٹ سے گالوں پر پڑتے Dimpals نے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیئے تھے ہوا کی اٹھکیلیوں سے اڑتی لٹیں بار بار اس کے چہرے سے چھیڑ چھاڑ کرتیں جنہیں وہ ناگواری سے ہٹاتی وہ قدرت کا ایک بہترین شاہکار تھی شاید بہت ہی فرصت سے خدا نے اس صورت گھڑا تھا حارث اس کے بارے میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہا تھا۔

''آ گئے تم دونوں۔'' نغمہ نے انہیں پہلے سے کھڑا دیکھ کر پوچھا۔

''کمال ہے آپی ہم تو کافی دیر سے آپ کا ویٹ کر رہے ہیں آپ کا ہی پتہ نہیں کہاں غائب ہیں؟'' توقیر نے بیزاری سے کہا۔

''سوری ذرا دیر ہوگئی Any ways ان سے ملو یہ ہے میری بیسٹ فرینڈ نیلوفر خانزادہ شہریار کی Sister میں نے بتایا تھا نا تمہیں۔'' نغمہ نے اپنے پیچھے کھڑی سہمی سی نیلوفر کا تعارف کروایا۔

''اچھا یہ ہیں وہ ہیلو کیسی ہیں آپ؟'' توقیر نے [illegible]

"آئی ایم فائن تھینک یو۔" نیلوفر نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"اور نیلوفر یہ ہے میرا بھائی توقیر جس کی انگیجمنٹ کے بارے میں، میں بتا رہی تھی اور یہ اس کا بیسٹ فرینڈ ہے حارث یہ بھی ایک طرح سے میرا بھائی ہے۔" نغمہ نے نیلوفر کو ان دونوں کے بارے میں بتایا تو وہ محض دیکھ کر نظریں جھکا گئی کیونکہ حارث باقاعدہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اس طرح دیکھنے پر ہی کنفیوز ہو رہی تھی توقیر نے بھی اس کی گھبراہٹ کو بھانپتے ہوئے حارث کو کہنی ماری جو کسی اور ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا اور لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ شعور کی دنیا میں واپس لوٹا تھا۔

"کنٹرول یار۔" توقیر نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تو اس نے بھی اپنی سابقہ حرکت پر شرمندہ ہوتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدل لیا جبکہ نغمہ اس کی اس حرکت پر بمشکل اپنی ہنسی روک پائی۔

"بائی دا وے تقی ایسا کون سا کام تھا جس کے لئے تم نے صبح ہی فون کر کے اپنی آمد کا بتایا تھا؟" نغمہ نے ماحول کے سابقہ اثر کو زائل کرنے کے لئے بات بدلی۔

"ارے ہاں صبا نے یہ بک منگوائی تھی اب پلیز جلدی سے اپنے کارڈ لائبریری پر اسے ایشو کروا دیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" توقیر نے یاد آنے پر اپنی منگیتر صبا کی دی ہوئی چٹ اسے تھماتے ہوئے کہا جس پر بک کا نام لکھا تھا۔

"ہائے اللہ کہاں تو میرا بھائی سو منتوں پر بھی کوئی کام نہیں کرتا تھا اور کہاں اب محض ایک بک کی خاطر کڑکتی دھوپ میں جھلس رہا ہے واہ ری محبت کیا سے کیا بنا دیا تو نے میرے بھائی کو۔" نغمہ نے چٹ تھامتے ہوئے عاجتا اس کا ٹھیک ٹھاک ریکارڈ لگایا اور توقیر محض سر کھجا کر رہ گیا۔

بک ایشو کروانے کے بعد نغمہ اور نیلوفر کینٹین کی طرف بڑھ گئی جب کہ ان دونوں نے بھی گاڑی کا رخ کیا۔

"کیوں باس معلوم پڑ گیا نا آٹے دال کا بھاؤ؟" توقیر نے حارث کی مرجھائی صورت دیکھتے ہوئے پوچھا جو کسی لٹی ہوئی ریاست کا سلطان لگ رہا تھا حارث نے بنا کوئی جواب دیئے کھڑکی سے باہر دیکھا۔

"Live in first sight ہے نا لو پہلی نظر میں پیار۔" توقیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر قدرے سیریس انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔"

"ہاں۔" توقیر پرجوش ہوا۔

"نہیں۔"

"نہیں۔" توقیر نے بھی دوہرایا۔

"آئی مین پتہ نہیں۔" حارث اس کے جرح کرنے پر پزل ہو گیا۔

"ہوتا ہے میرے یار پیار میں ایسا ہی ہوتا ہے اب تو، تو بھی ان راہوں کا باسی بن گیا ہے جن کے ہم مسافر ہیں۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس کی حالت کا خود سے تجزیہ کیا۔

"نہیں یار تقی تو غلط سمجھ رہا ہے۔" حارث کو خود پتہ نہیں تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

"ویسے حارث اس بیماری کی چند علامتیں ہیں پہلی جب کوئی اچانک سے آپ کو بے حد پسند آ جائے دوسری جب بھوک پیاس مٹ جائے تیسری جب راتوں کی نیند اڑ جانے پر آنکھوں کے گرد "ڈارک سرکلز" بن جائیں اور چوتھی جب کسی کے بغیر ساری دنیا ویران اور بنجر لگے تو سمجھ جائیں کہ آپ کو وہ مہلک بیماری چمٹ گئی ہے جس کا نام "محبت" ہے اور یہ پیاری سی خوبصورت سی مرض لاعلاج ہے میرے دوست۔" توقیر اس کے منہ سے سچ اگلوانا چاہتا تھا اس لئے اتنا لمبا لیکچر دیا۔

"یار تقی شاید تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔" بالآخر حارث نے ہار مان ہی لی اور ہاتھ بڑھا کر اکرم راہی کا وہی گانا پلے کر دیا جسے وہ یہاں آنے سے پہلے بوریت کے باعث بند کر چکا تھا۔

توقیر بھی کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا شاید وہ حارث کی حالت سمجھتے ہوئے اسے کچھ وقت دینا چاہتا تھا اسی لئے خاموش رہا جبکہ حارث حیران تھا کہ جب وہ یہاں آیا تھا تو کس قدر سرشار بے فکر اور مکمل تھا لیکن جب جا رہا ہے تو کتنا ادھورا اور نامکمل ہے دل میں کسی کی معصوم شبیہ سجائے وہ سوچ رہا تھا کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟؟

"بابا پلیز ابھی میں اپنی لائف کو انجوائے کرنا چاہتا ہوں آپا ماں آپ تو جانتی ہیں نا ابھی میری تعلیم مکمل ہوئی ہے پھر یہ شادی اور بزنس یہ تو زندگی کے ساتھ ساتھ چلتا ہے پھر کیوں ہم اپنی خواہشوں کو پس پشت ڈال دیں؟" باپ سے التجا کرنے کے بعد سنی نے تبسم آپا کے پہلو میں جگہ ڈھونڈی جو ایک بار پھر اصل بات پر غور کر رہی تھیں۔

"انجوائے کرنے کے لئے جرمنی جانے کی کیا ضرورت ہے خود ہی کہا کہ پہلے بزنس سنبھالو گے پھر شادی کرو گے اور دفتر میں بیٹھ کر کون سا تمہیں پہاڑ توڑنے ہیں صرف حکم صادر کرنا میری نظر میں کوئی کام نہیں تم بزنس لائف کو بھی انجوائے کر سکتے ہو۔" یاسر صاحب بھی اپنے نام کے ایک تھے وہ بضد تھے اسے جرمنی نہ بھیجنے پر۔

"بابا بات تو پھر ذمہ داری کی ہے نا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ واپس آنے کے بعد میں سب سنبھال لوں گا اور پھر دو مہینے کی ہی تو بات ہے یہی سمجھ لیں کہ چھٹیاں گزارنے جا رہا ہوں اور ماموں بھی دو بار فون کر کے آنے کا پوچھ چکے ہیں۔" سنی نے ایک بار پھر انہیں قائل کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی امید نہ ہوتے ہوئے اس نے مدد طلب نظروں سے آپا ماں کو دیکھا جن کا دل فوراً پسیج گیا اور انہوں نے مداخلت کرنا ضروری سمجھا۔

"مان بھی جائیں ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے بچہ اس میں برائی بھی کیا ہے کل کو بیوی بچوں والا ہو جائے گا تو انہی جھمیلوں سے فرصت نہیں ملے گی پھر تو اپنے لئے بھی وقت نہیں ملے گا یہی تو اس کے موج مستی کے دن ہیں اور یہ کون سا وہاں آوارہ گردی کرنے جا رہا ہے اپنے ماموں ہی کے گھر جا رہا ہے سنبھال لے گا دفتر بھی واپس آ کر۔" تبسم آپا نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کر کے ہمیشہ کی طرح اسی کی سائیڈ لی اور یہی ترکیب کارگر ثابت ہوئی کیونکہ یاسر صاحب کو ہاں کہنا ہی پڑی دو دن بعد اس کی سیٹ کنفرم تھی یاسر صاحب اسے ایئرپورٹ چھوڑنے آئے تھے ہمیشہ کی طرح سنی نے اپنی یہ بات بھی منوائی تھی جبکہ یاسر صاحب ہوا کا سینہ چیر کر آسمان میں بلند ہوتے جہاز کو محض ہاتھ ہلا کر دیکھتے رہ گئے۔

پچھلے پندرہ دن سے حارث کا یہی معمول تھا وہ یونیورسٹی جاتا بنا ظاہر کیئے گھنٹوں وہ نیلوفر کو دیکھتا توقیر بھی اس کے ساتھ تھا جو منگنی کی چھٹیاں ختم ہو جانے کے بعد اب باقاعدگی سے اپنی کلاسز لے رہا تھا وہ صحافت میں ماسٹرز کر رہا تھا فائنل ایئر کا سٹوڈنٹ تھا اسی لئے حارث کے لئے کوئی مشکل نہ تھی البتہ اب وہ پہل کرنا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے وہ نیلوفر کی پسند ناپسند جاننا چاہتا تھا جس کے لئے اسے نغمہ آپی کی ہیلپ کی ضرورت تھی پھر دونوں نے بنا دم لیئے ساری کہانی لفظ بہ لفظ نغمہ آپی کو بتا دی جسے سن کر وہ حیرانی سے

ساتھ ساتھ خوش بھی ہوئی حارث بھی اسے اپنے بھائی توقیر کی طرح عزیز تھا کیونکہ توقیر کا بیسٹ فرینڈ ہونے کے علاوہ دونوں خاندانوں کے بیچ کافی پرانے مراسم تھے اور وہ حارث کو بچپن سے جانتی تھی امیر خاندان کا خوبصورت اور اکلوتا بیٹا تھا اس کے علاوہ اس میں وہ ہر خوبی تھی جو کسی بھی لڑکی کے آئیڈیل میں ہونی چاہیے اسی لئے وہ فوراً حارث کی مدد کرنے کے لئے مان گئی اور ساتھ ہی ان دونوں کو ملوانے کی ذمہ داری بھی لے لی لیکن اس سے پہلے وہ نیلوفر سے بات کرنا چاہتی تھی جس کے لئے اسے مناسب وقت کا انتظار کرنا تھا پھر وہ حارث کو ''گڈ لک'' بولنے کے بعد سر آفندی کا پیریڈ اٹینڈ کرنے چلی گئی۔

تیسرے پیریڈ کے بعد ہی دونوں فری تھیں اسی لئے وہ گراؤنڈ میں تازہ گھاس پر کتابیں رکھ کر بیٹھ گئیں آس پاس اکا دکا Students تھے جو اپنی ہی دھن میں مست تھے۔

''نیلوفر دیکھو نا کتنا پیارا موسم ہے چلو واک کرتے ہیں۔'' صبح سے ہلکے بادل آسمان پر چھائے تھے ہلکی ہوا بھی چل رہی تھی جس سے موسم کافی خوشگوار ہو گیا تھا اور نغمہ کو نیلوفر سے بات کرنے کا موقع مل گیا۔

''ٹھیک ہے چلو۔'' نیلوفر نے فوراً حامی بھر لی پھر دونوں تازہ گھاس پر چہل قدمی کرنے لگیں۔

''کیا بات ہے نغمہ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو؟'' کچھ ہی عرصے میں دونوں میں اس قدر مضبوط دوستی ہو گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے فیس ایکسپریشن سے ہی جان لیتیں کہ بات کیا ہے۔

''کہنا تو چاہتی ہوں نیلوفر پر سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیسے کہوں؟'' نغمہ الجھ گئی تھی کہ وہ بات کیسے شروع کرے۔

''دیکھو نغمہ میں تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوں نا اس لئے جو بھی کہنا ہے بنا کسی دقت کے کہہ دو۔'' نیلوفر نے اچانک رک کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو نغمہ کی الجھن قدرے دور ہوئی۔

''نیلوفر تم نے کبھی پیار کیا ہے؟'' دوبارہ سے چلتے ہوئے نغمہ نے پھر سے بات کا سرا جوڑا۔

''یہ کیسا سوال ہے؟'' نیلوفر نے الٹا سوال کر دیا۔

''کیا ہے نا اپنے بھائیوں سے بھابیوں سے پاپا سے اور ہاں ماما سے میں بہت پیار کرتی ہوں۔'' نیلوفر نے اسے خاموش دیکھ کر خود ہی جواب دیا چلتے چلتے وہ دونوں گراؤنڈ کے ساتھ بنے فٹ پاتھ پہ آ گئیں۔

''اوہو میں اس پیار کی بات نہیں کر رہی۔'' نغمہ نے اس کی معصومیت پر ماتم کرتے ہوئے کہا۔

''اور...... کہیں تم اس پیار کی بات تو نہیں کر رہیں جو تم اور شیری لالہ ایک دوسرے سے کرتے ہو؟'' نغمہ نے اپنے اور شہریار کے تعلق کو اس پر ظاہر کر دیا تھا جسے جان کر اسے بے حد خوشی ہوئی تھی کیونکہ اسے بھی نغمہ بے حد اچھی لگتی تھی۔

''اچھا چھوڑو یہ سب بتاؤ تمہیں حارث کیسا لگتا ہے؟'' نغمہ نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے اصل مدعا کی طرف آئی۔

''حارث...... کون حارث؟'' نیلوفر یا تو انجان تھی یا بننے کی کوشش کر رہی تھی تاہم نغمہ کو بے حد افسوس ہوا کہ کہاں حارث اس کے عشق میں مجنوں بنا پھر رہا ہے اور کہاں یہ محترمہ جسے اس کا نام تک یاد نہیں۔

''وہی جو اس دن......'' نغمہ ابھی بات کرنے ہی والی تھی کہ اس نے نیلوفر کو سامنے دیکھتے پایا جہاں شہریار ان دونوں کی طرف ہی آ رہا تھا اس لئے نغمہ کو فوراً خاموش ہونا پڑا۔

''نیلو پری گرلز کیا ہو رہا ہے؟'' شہریار نے مسکرا کر دونوں کو پوچھا۔

''نتھنگ سپیشل لالہ جسٹ واک (کچھ خاص نہیں صرف چہل قدمی)۔'' نیلوفر نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بتایا۔

''اچھا جلدی کرو مجھے بہت بھوک لگی ہے جب تم لوگ بھی فارغ ہو جاؤ تو ایک ساتھ کینٹین چلیں گے۔'' شہریار نے عجلت بتایا۔

''اوکے لالہ چلیئے۔'' نیلوفر خاموش کھڑی نغمہ کا ہاتھ پکڑ کر چل دی وہ تینوں آہستہ آہستہ باتیں کرتے جا رہے تھے نغمہ اور شہریار کسی بات پر بحث کر رہے تھے جبکہ نیلوفر ان کی بات پر ہنستی ہوئی فٹ پاتھ کے قدرے درمیان میں چل رہی تھی کہ اچانک کوئی لڑکا تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور نیلوفر کو زوردار دھکا دے کر طوفان جیسی تیزی سے ہی آگے بڑھ گیا نیلوفر منہ کے بل گرتی لیکن اس سے پہلے شہریار نے اسے تھام لیا۔

''ابے او ربھگوڑے کی اولاد۔'' شہریار نے چیخ کر کہا کہ وہ بھاگتا ہوا لڑکا وہیں رک گیا ماتھے پر سرخ ربن باندھے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ پسینے میں شرابور وہ لڑکا Racing champion تھا اور اس وقت بھی وہ مقابلے کی تیاری کر رہا تھا کہ سامنے آئی لڑکی کو قطعی غیر ارادی طور دھکا لگ گیا اس سے پہلے کہ وہ سپیڈ پر کنٹرول کر کے معذرت کرتا کہ شہریار کے انداز تخاطب نے اسے جلدی رکنے پر مجبور کر دیا وہ پیچھے سے الٹے قدموں چلتا ہوا شہریار کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

''رہنے دیجئے نا لالہ انجانے میں ہو گیا یہ سب۔''

''ہاں شہریار جانے دیجئے پلیز۔'' نغمہ اور نیلوفر دونوں شہریار کے مزاج سے واقف تھیں اس لئے ... [illegible] نے بیچ بچاؤ کرنا چاہا لیکن بات بہت آگے بڑھ گئی تھی کیونکہ شہریار نے اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔

''تیری اتنی ہمت کہ تو میری بہن کو دھکا دے۔'' شہریار نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر اتنا ہی غیرت مند ہے تو گھر بٹھا کر رکھ اپنی بہن کو یہاں کیا تانکا جھانکی کے لیئے لے کر آتا ہے۔'' اس لڑکے نے بھی نہایت بدتمیزی سے جواب دیا جسے سن کر شہریار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

''ابے تیری تو ایسی کی تیسی۔'' شہریار نے اسے گردن سے پکڑ کر گھسیٹا اور ایک زوردار مکا اس کے منہ پر دے مارا جس سے اس کے ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا اس لڑکے نے بھی منہ سے خون صاف کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ کر شہریار کی شرٹ کو پکڑ لیا جھٹکا دیا جس سے اس کی شرٹ کی جیب پھٹ گئی اور شرٹ کے سارے بٹن ٹوٹ گئے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں میں ٹھیک ٹھاک ہاتھا پائی شروع ہو گئی جبکہ نیلوفر اور نغمہ چلاتی رہیں لیکن شہریار پر تو جیسے دورہ پڑ گیا کہ مر جائے گا یا مار دے گا اور ان کے آس پاس لڑکے لڑکیوں کا اچھا خاصا ہجوم لگ گیا کئی لڑکوں نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن ہر بار بے سود ثابت ہوئی نیلوفر تو یہ تماشہ بنتا دیکھ کر حواس کھو بیٹھی اس کا دل بے تحاشا تیزی سے دھڑکنے لگا اور وہ نغمہ کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے اس جنونی شہریار کو آج پھر کئی عرصے بعد دیکھ رہی تھی جو اس لڑکے کو بہت بری طرح پیٹ رہا تھا بدلے میں وہ بھی تھوڑی بہت مزاحمت کرتا لیکن شہریار نے اپنے پاگل پن کے باعث اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا بمشکل چھ سات لڑکوں نے مل کر شہریار کو قابو کیا جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پوری یونیورسٹی میں پھیل گئی اور ساتھ ہی پرنسپل آفس تک بھی پہنچ گئی پھر دونوں کو پرنسپل آفس بلایا

گیا پرنسپل نے دونوں کو معافی منگوائی تاہم سزا کے طور پر دونوں کو دو ہفتے کے لئے بے دخل کر دیا گیا۔

حارث اور توقیر نے بھی یہ سارا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

''یار حارث یہ کھیل جتنا آسان ہم سمجھ رہے ہیں اتنا ہے نہیں مجھے لگتا ہے یہاں تیری دال نہیں گلنے والی۔'' توقیر نے اسے ڈراتے ہوئے کہا۔

''اچھا ہے نامقابل زبردست ہو تبھی تو کھیل میں مزا آتا ہے اور ویسے بھی پیار یا جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے میرے دوست۔'' حارث نے کسی نڈر سپاہی کی طرح جواب دیا۔

''پھر بھی اچھی طرح سوچ لے بیٹا پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے اور بھائی بھی ٹیپو سلطان کے چیلے ہیں پورے۔'' توقیر نے پھر اسے ڈرانا چاہا۔

''تو ہم بھی کسی سے کم نہیں اور تو بھی کمال کرتا ہے یار پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہنیں شادیاں نہیں کرتیں کیا؟'' حارث نے اپنے مستحکم لہجے ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے اسے لاجواب کر دیا نغمہ سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ نیلوفر سے حارث کے بارے میں بات کرنے میں ناکام رہی ہے اس لئے حارث نے بنا انجام کی پرواہ کیئے اس کار خیر کو خود ہی سرانجام دینے کا فیصلہ کیا۔

ایک ہفتے سے نیلوفر کو یونیورسٹی لانے اور لے جانے کی ذمہ داری ڈرائیور شرفو کے ذمے تھی حارث کے پاس اچھا موقع تھا ورنہ تو وہ کلاس میں نغمہ کے ساتھ اور فارغ وقت میں اپنے بھائی کے ساتھ پائی جاتی تھی۔

''ایکسکیوزمی نیلوفر۔'' مس نیلوفر کلرک آفس سے باہر نکل رہی تھی جب اپنا نام سن کر چونکی۔

''اوہ آپ۔'' بنا کوئی تاثر دیئے نارمل انداز میں نیلوفر نے اسے پہچانتے ہوئے کہا۔

''آ..... کیسی ہیں آپ؟'' حارث خوش تھا کہ اس نے پہچان تو لیا۔

''جی ہم ٹھیک ہیں شکریہ۔'' نیلوفر نے جواب دیا۔

''ایکچوئیلی نیلوفر مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے؟'' حارث اصل بات کی طرف آیا۔

''ہم سے آئی مین مجھ سے کیا بات کرنی ہے آپ کو؟'' نیلوفر کی آواز میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

''جی بات کرنے کے لئے یہ جگہ بالکل مناسب نہیں اگر آپ کچھ پل کے لئے میرے ساتھ کینٹین چلیں تو۔'' حارث نے بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھا نیلوفر کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ صدا کی ڈرپوک تھی شاید اس بات کو حارث بہت اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا اس لئے اس کی پریشانی بھانپتے ہوئے بولا۔

''بھروسہ رکھیئے نیلوفر میں ایک شریف خاندان کا سمجھا ہوا لڑکا ہوں Beleive me''

حارث کے وضاحت دینے پر وہ شرمندہ ہو گئی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ ایک اچھا لڑکا ہے کیونکہ وہ نغمہ کے رشتے داروں میں سے تھا کچھ پس و پیش کے بعد وہ اس کے ساتھ چل دی چونکہ صبح کا وقت تھا اس لئے کینٹین میں دو چار لوگ ہی تھے، کتنی ہی دیر نیلوفر اس کے بات کرنے کا انتظار کرتی رہی مسلسل انگلیاں مروڑتے ہوئے وہ یہ سوچ رہی تھی کہ آخر کیا بات ہو سکتی ہے۔

''ایکچوئیلی نیلوفر میری بات کو غور سے سنیئے گا اور سمجھنے کی کوشش کیجئے گا۔'' اس نے مناسب الفاظ سے بات شروع کی تو نیلوفر کے ڈر میں

اضافہ ہو گیا کہ آخر وہ ایسا کیا کہنا چاہتا ہے۔

''میں بات کو گھماؤں گا نہیں نیلوفر میں آپ سے محبت کرتا ہوں بے پناہ محبت۔'' بنا کسی انجام کی پرواہ کیئے اس نے اپنا دل نکال کر مقابل کے سامنے رکھ دیا۔

''کک..... کیا کہہ رہے ہیں آپ؟'' نیلوفر آنکھیں پھاڑے اس کڑوی سچائی کو اپنے اندر اتارنے پر مجبور تھی۔

''وہی جو سچ ہے نیلوفر میں مجبور ہوں بے بس ہو گیا ہوں کیونکہ محبت سوچ سمجھ کر تو نہیں کی جاتی نا پلیز منع مت کیجئے گا۔'' عجیب شخص تھا وہ جو اسے بنا کہیں آگاہ کر رہا تھا۔

''ہوش میں تو ہیں آپ؟'' نیلوفر نے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''اب تک تو تھا لیکن جب سے آپ سے محبت کی ہے میں ہوش و حواس کھو چکا ہوں میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں نیلوفر۔'' وہ چھ فٹ کا باغی نوجوان اسے اپنا فیصلہ سنا چکا تھا۔

''ناممکنات مسٹر حارث جو آپ چاہتے ہیں وہ تو کبھی ہو نہیں سکتا اور جو آپ نے ابھی کہا اسے بھول جانا ہی آپ کے لئے بہتر ہو گا۔'' کتاب کو زور سے میز پر پٹخ کر اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا وہ خود حیران تھی کہ اس میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی زندگی میں پہلی بار وہ کسی سے بے باکی سے بات کر رہی تھی۔

''بھولنا تو اب ناممکن ہے کیونکہ میں آپ کی محبت میں اتنا آگے نکل چکا ہوں کہ اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے ایک بات تو پتھر پر لکیر ہے کہ میری زندگی میں بیوی بن کر شامل ہونے والی لڑکی کا نام نیلوفر خانزادہ ہی ہو گا میں آپ کو ایک ہفتے کا وقت دیتا ہوں اپنے ذہن کو اچھی طرح سے تیار کر لیں ایک ہفتے بعد آپ کا جواب ہاں اور صرف ہاں ہونا چاہیے کیونکہ میں ناں نہیں سنوں گا خدا حافظ۔'' حارث نے بھی کھڑے ہو کر دھمکی کے سے انداز میں کہہ کر نیلوفر پر حیرتوں کے پہاڑ توڑے کسی ضدی اور خود سر بچے کی طرح وہ اپنی بات منوانے کے در پہ تھا وہ حکم ایسے دے رہا تھا جیسے اس پر مکمل اختیار رکھتا ہو نیلوفر کچھ پل نمکین پانی سے بھری آنکھوں کے ساتھ اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی رہی پھر اس کے آنکھوں سے اوجھل ہو جانے کے بعد بے جان بت کی طرح کرسی پر ڈھے گئی آنکھوں کا بے رنگ نمکین پانی کسی بے رحم سیلاب کی طرح اس کے چہرے کو بھگونے لگا وہ جتنا کچھ غلط ہو جانے سے ڈرتی تھی اس کا وہی ڈر ایک بھیانک اژدھے کی طرح پھن پھیلائے اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے پاس بچنے کے لئے کوئی راہ نجات نہیں تھی پھر نیلوفر کی آنکھوں کے سامنے اسی لڑکے کا نقشہ آ گیا جسے کچھ دن پہلے شہریار نے بری طرح سے مارا تھا اور اب حارث'' اس سے آگے وہ سوچ ہی نہ پائی اور اس نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔

نیلوفر نے اس بارے میں نغمہ کو بھی کچھ نہ بتایا کہ کہیں ان کے تعلقات خراب نہ ہوں ایک ہفتہ گزر چکا تھا شہریار بھی واپس آ گیا نیلوفر اپنے آپ کو نارمل کیئے پڑھائی کر رہی تھی آٹھواں دن گزر جانے کے بعد بھی حارث کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ پا کر اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ محض دھمکی تھی لیکن جلد ہی اس کا یہ اطمینان بھی وقتی ثابت ہوا کیونکہ شہریار نے اسے Lunch time سے پہلے لائبریری کچھ کام سے بلایا تھا اور اب وہ لائبریری میں بیٹھی شہریار کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک سے اس کے سامنے حارث آ کر کھڑا ہو گیا نیلوفر کے تو اوسان خطا ہو گئے اسے سامنے دیکھ کر۔

''آپ..... آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟''

نیلوفر نے پہلے چیخ کر لیکن پھر ماحول کے خیال سے قدرے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"اپنا جواب مانگنے آیا ہوں تو پھر مس نیلوفر خانزادہ کیا سوچا آپ نے؟" بے حد نارمل اور ریلیکس انداز میں اس نے پوچھا جبکہ نیلوفر کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ کہیں شہریار نہ آجائے۔

"دیکھیے پلیز اگر آپ اپنی خیریت چاہتے ہیں تو یہاں سے چلے جائیں شہری لالہ آگئے تو انجام اچھا نہیں ہوگا۔" نیلوفر نے گھبرائے ہوکر ملتجی انداز میں کہا۔

"تو پھر کب بھیجوں میں اپنے Parents کو آپ کے گھر میرا خیال ہے اب زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیے آپ کیا کہتی ہیں؟" اس کی بات کو قطعی نظر انداز کرکے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتے ہوئے اس نے نہ صرف بتایا بلکہ ساتھ ہی نیلوفر کی رائے بھی مانگی جبکہ وہ حیران تھی کہ کیسا انسان ہے یہ جسے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں پھر انتہائی غیر ارادی طور پر نیلوفر کی نظر لائبریری کی کھڑکی کی طرف اٹھی جہاں شہریار اپنے دوستوں کے ساتھ ہنستا ہوا لائبریری کی طرف ہی آرہا تھا جسے دیکھ کر نیلوفر کی روح تک کانپ اٹھی۔

"دیکھیے ہم آپ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں آپ کو خدا کا واسطہ ہے یہاں سے چلے جائیں شہری لالہ آرہے ہیں پلیز آپ چلیں جائیں پلیز۔" وہ ہاتھ جوڑ کر باقاعدہ التجاؤں پر اتر آئی اس کی سچویشن سمجھتے ہوئے حارث کھڑا ہو گیا۔

"او کے صرف آپ کے خیال سے میں جا رہا ہوں لیکن آج شام چھ بجے میں آپ کا P.C میں ویٹ کروں گا اور آپ ضرور آئیں گی اللہ حافظ۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ لائبریری کے ایک دروازے سے باہر نکل گیا جبکہ دوسرے دروازے سے شہریار کو اندر آتا دیکھ کر نیلوفر جھٹ سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

شام تک نیلوفر بے حد ٹینشن میں تھی پھر اس نے پکا فیصلہ کرلیا کہ وہ نہیں جائے گی صبح جب اس نے ساری بات نغمہ سے کہی تو الٹا نغمہ نے اسے ہی سمجھانے کی کوشش کی کہ حارث اچھا لڑکا ہے لیکن نیلوفر نے یہ کہہ کر بات ہی ختم کردی کہ اس کی شادی کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق صرف اس کے گھر والوں کو ہے ادھر شہریار اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مری اور نتھیا گلی کی سیر کے لئے پندرہ دن کے ٹور پر چلا گیا اسی موقع کو غنیمت جان کر نغمہ نے کئی بار اسے حارث کے بارے میں بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ہر بار بات بدل دیتی بلکہ اسے ناراض ہونے کی دھمکی دے کر چپ کروا دیتی نغمہ نے بھی ہار مان لی فرسٹ سمسٹر قریب تھے اس لئے وہ دونوں بھی Students پڑھائی میں جت گئے اور وہ دونوں پڑھائی کے علاوہ کم ہی ادھر ادھر کی باتیں کرتیں نیلوفر کو ایک بار پھر سکون ملا کہ شاید حارث اس کی کنڈیشن سمجھ گیا تھا لیکن ہر بار کی طرح اس بار بھی اس کی سوچ غلط ثابت ہوئی اور اس بار حارث نے جو کیا وہ قطعی ناقابل فراموش سچائی کی طرح اس کا دل دہلا دینے کے لئے کافی تھا۔

وہ درخت کے نیچے بیٹھی نوٹس تیار کر رہی تھی کہ نغمہ بھاگتی ہوئی اس تک آئی اور بے تحاشا رونے لگی اور نیلوفر کے اصرار کرنے پر اس نے خبر دی وہ کسی قیامت سے کم نہ تھی حارث نے چاقو سے نیلوفر کا نام اپنی کلائی پر لکھتے لکھتے نبض کاٹنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ سے کافی خون بہہ چکا تھا اور اس پر عذاب یہ کہ وہ ڈاکٹرز کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دے رہا تھا وہ بضد تھا کہ جب تک نیلوفر نہیں آئے گی وہ بینڈیج نہیں کروائے گا اور نیلوفر تو اس خبر سے سکتے میں آگئی اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ ضدی شخص یہ بھی کر گزرے گا پھر بتادیے کیسے وہ نغمہ کے ساتھ ہاسپٹل آگئی سارے راستے آنسو بہا کر نہ جانے کس احساس کے تحت اس کی زندگی کی دعائیں مانگتی رہی بھاگتے ہوئے ایمرجنسی روم میں پہنچی تو سامنے خون زرد چہرے والا شخص وہ حارث تو قطعی نہ تھا جسے نیلوفر نے پہلی بار دیکھا تھا کلائی پر خون آلود کپڑا باندھے وہ دروازے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ...... یہ کیا کیا آپ نے آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا؟" نیلوفر نے اس کے قریب پہنچ کر روتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کرنا چاہیے تھا، میں نے کہا تھا نا میری زندگی صرف...... صرف تم سے ہے، اگر تم ہی نہیں...... تو میں اس زندگی کا...... کیا کروں گا۔" لڑکھڑاتے لہجے میں اس نے بمشکل کہا۔

"بیوقوفی جیسی باتیں مت کریں ڈاکٹر پلیز آپ جلدی سے ان کا بینڈیج کیجیے۔" نیلوفر نے اس کے دائیں سائیڈ پر کھڑے ڈاکٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر...... پہلے انہیں...... میری ایک شرط ماننی ہوگی۔" حارث نے دوسرا ہاتھ اٹھا کر ڈاکٹر کو منع کیا۔

"دیکھیے میڈم آپ پلیز ان کی بات سن لیجیے خون بہت زیادہ بہہ چکا ہے اور ان کی کنڈیشن کافی کریٹیکل ہوتی جارہی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہو جائے۔" ڈاکٹر نے نیلوفر کی طرف رخ کرتے ہوئے اسے سمجھایا۔

"ک...... کیسی شرط؟" نیلوفر نے دل کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی...... اسی وقت...... مجھ سے نکاح کرنا ہوگا۔" شرط تھی یا کسی نے سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں انڈیلا تھا وہ پوری آنکھیں کھولے بے یقینی سے اس بے رحم شخص کو دیکھ رہی تھی جو موت کو دعوت دیے بیٹھا تھا جبکہ نغمہ اور توقیر بھی اپنی جگہ شاکڈ تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟

"یہ کیا بکواس ہے یہ ناممکن ہے۔" نیلوفر نے چیختے ہوئے کہا کہ پورے کمرے میں اس کی آواز گونجنے لگی۔

"ہاں لیکن اسے...... آپ ہی ممکن...... بنائیں گی...... میری زندگی اور موت کا...... دارومدار...... آپ کی ہاں یا ناں پر ہے......" نیلوفر کلائی کو دوسرے ہاتھ سے تھامے اس نے ایک بار پھر کہا تکلیف کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

"دیکھیے اگر آپ لوگوں کو بحث ہی کرنی ہے تو پلیز اپنے Patient کو اٹھا کر لے جائیے کیونکہ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم پر کیس بن جائے گا ہمارے ہاسپٹل کا نام خراب ہوگا۔" حارث کے مسلسل بہتے خون اور بگڑتی حالت کو دیکھتے ہوئے تنگ آکر ڈاکٹر نے کہا تو نغمہ بت بنی نیلوفر کو بازو سے گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئی۔

"اتنی پتھر دل مت بنو نیلوفر اگر تمہارے ہاں کہہ دینے سے کسی کی زندگی بچ جاتی ہے تو تمہیں دیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ اسے کچھ ہو گیا تو تم ساری زندگی پچھتاؤ گی مان جاؤ نیلوفر پلیز ہاں کردو۔" نغمہ نے روتے ہوئے اس سے التجا کی جبکہ نیلوفر خود ایسے دوراہے پر کھڑا محسوس کر رہی تھی جس کے پیچھے کنواں اور آگے گہری کھائی تھی۔

"لیکن نغمہ یہ اتنا آسان نہیں ہے میرے گھر والے۔" نیلوفر تو خود قابل رحم حالت میں تھی جس کی سوچنے سمجھنے کی طاقت مفلوج ہو چکی تھی۔

"تجھے اپنے گھر والوں کی پرواہ ہے جو زندہ سلامت تیری آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن اس شخص کی نہیں جو اپنی موت کی طرف بڑھ رہا

ہے صرف تیری ہاں کی آس لئے اتنی کٹھور دل مت بنو نیلوفر۔'' نغمہ نے گڑگڑاتے ہوئے اس کے ضمیر کو جگانے کی کوشش کی۔

''کس پتھر سے سر پھوڑ رہی ہیں آپی حارث کے مرنے یا جینے سے انہیں کیا فرق پڑتا ہے دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس جنونی شخص نے ان جیسی خود غرض اور سنگدل لڑکی سے محبت کی عشق کی خاطر اس نے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دی بنا یہ سوچے کہ جس کی خاطر وہ اپنی اتنی قیمتی جان دینے پر تل گیا وہ ظالم اس کی طرف دیکھنے کی بھی روادار نہیں ویسے مس نیلوفر خانزادہ مرنے دیجئے اسے یہی اس کی سزا ہے کہ اس نے آپ جیسی لڑکی سے محبت کی اپنے دل کو مار کر اس نے آپ کی شبیہ کو اس میں زندہ رکھا ایک شریف انسان کی طرح آپ کو اپنانے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن ہر بار آپ اس کے دل کو بری طرح توڑتی رہیں لیکن آپ یہ سب کیوں سوچیں گی مرنے دیجئے اسے۔'' توقیر نے اس کے ضمیر کو بری طرح جھنجھوڑ ڈالا وہ اپنے جگری یار کے لئے بے حد غمگین تھا جس کے ساتھ اس کا بچپن گزرا جس کی ہر خوشی اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی، لیکن آج وہ اتنا مجبور تھا کہ سوائے آنسو بہانے کے وہ اپنے دوست کی خاطر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

''پلیز نیلوفر وقت بہت کم ہے دیکھو میں نے کبھی تم سے کچھ نہیں کہا پر میں آج میں تم سے اپنے بھائی کی زندگی کی بھیک مانگتی ہوں میری جھولی میں اس کی زندگی ڈال دو نیلوفر ہاں کہہ دو۔'' نغمہ نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے اپنا دوپٹہ اس کے سامنے پھیلا دیا اور یہی وہ دردناک لمحہ تھا جب نیلوفر ہار گئی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھتے ہوئے اس نے نغمہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور بے شمار موتی اس کے دوپٹے میں جذب ہونے لگے پل بھر میں ہی محض کسی کی جان بچانے کے لئے اس نے اپنی زندگی کا سودا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

پھر سب لوگوں کی موجودگی میں ان کا نکاح ہو گیا وہ نیلوفر خانزادہ سے ایک ہی پل میں مسز نیلوفر حارث بنا دی گئی۔

حارث کو جلد از جلد آپریشن تھیٹر پہنچایا گیا چاقو کافی گہرا لگنے سے اندرونی نس معمولی حد تک ہی سہی لیکن متاثر ہوئی تھی توقیر نے کچھ اور دوستوں کے ساتھ مل کر خون کا بندوبست کیا ڈاکٹر نے اسے مزید دو دن تک ہوسپٹل میں رکھنے کی ہدایت دی تھی اب صورتحال کافی حد تک قابو میں تھی حارث دوائیوں کے زیر اثر سو رہا تھا۔

''چلیئے آپی انہیں گھر چھوڑ دیتے ہیں کافی دیر ہو گئی ہے۔'' توقیر نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا تو نغمہ نے سر اثبات میں ہلا کر نیلوفر کو سہارا دے کر اٹھایا۔

لیکن گاڑی میں بیٹھتے ہی اس کا ضبط جواب دے گیا وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بے تحاشا روئی کہ نغمہ سے سنبھالنا بھی مشکل ہو گیا وہ آج اپنے دل کا سارا غبار آنسوؤں کے ذریعے بہا دینا چاہتی تھی نغمہ اسے تسلیاں دیتی اور بال سہلاتی رہی۔

''یہ کیا کر دیا میں نے کتنی بڑی غلطی کر دی میں نے پاپا کا لاڈ بھائیوں کا مان سب توڑ دیا سب مٹی میں ملا دیا میں نے خون کیا ہے ان کے بھروسے کا دھوکہ دیا ہے انہیں کیا منہ دکھاؤں گی انہیں کس منہ سے اس گھر میں جاؤں گی جواب میرا رہا ہی نہیں جسے اپنے ہاتھوں سے پرایا کر آئی ہوں اپنے ہی ہاتھوں سے میں نے اپنے پاپا کے ارمانوں کا خون کر دیا میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے نغمہ سب میری ضد کی وجہ سے ہوا کیوں میں نے پڑھائی کی ضد کی؟ کیوں یونیورسٹی میں Admission لیا؟ کیوں تم جیسے دوست بنائیں

کر لیں؟ کیوں حارث تمہارے حوالے سے میری زندگی میں آئے؟ کیوں آخر کیوں ہوا یہ سب؟'' نیلوفر کسی طور بھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر پا رہی تھی۔

''کیوں کا جواب تو کسی کے پاس نہیں ہوتا نیلوفر تم نے کوئی گناہ نہیں کیا الٹا حارث کی جان بچا کر تم نے جو نیکی کی ہے جو اس کے سامنے یہ سب باتیں بے کار ہیں جو ہوا تمہارے نصیب میں لکھا تھا اور آگے بھی جو ہوگا وہ تقدیر کا کھیل ہوگا۔'' نغمہ نے اس کے آنسو صاف کرتے سمجھایا۔

''لیکن میں گھر جا کر کیا کہوں گی کہ جس لاڈلی بیٹی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی خوشی انہوں نے بن مانگے پوری کی آج اسی بیٹی نے ان کی سب سے بڑی خوشی چھین لی جب انہیں پتہ چلے گا کہ ان کی بیٹی نے کتنا بڑا قدم اٹھایا ہے تو میرے بابا کا سر شرم سے جھک جائے گا میرے بھائی کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔'' آنے والا وقت نیلوفر کو خطرناک انجام کی نوید سنا رہا تھا۔

''کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں دیکھیے نیلوفر مجھے اپنا بھائی سمجھیے جن حالات میں یہ سب ہوا وہ تو ہم جانتے ہیں لیکن آپ کے گھر والے یہ بھی نہیں سمجھیں گے اس لئے پلیز آپ کچھ عرصے تک خاموش ہی رہیے تب تک ان شاء اللہ حارث بھی ٹھیک ہو جائے گا وہ کافی سمجھدار ہے کوئی نہ کوئی حل ضرور نکال لے گا اور پھر ہم سب بھی ہیں نا سب مل کر کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لیں گے تب تک آپ کو چپ رہنا ہوگا باقی کام ہمارا ہے بس آپ نارمل ہو کر اپنی پڑھائی پر توجہ دیں تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔'' توقیر نے نیلوفر کی حالت سمجھتے ہوئے ایک مناسب حل پیش کیا۔

''توقیر بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے اب رونا بند کرو اور سب کچھ اس نیلی چھتری والے پر چھوڑ دو [illegible]

راستہ دکھائے گا ہوں۔'' نغمہ نے بھی اسے پیار اور ڈھیر ساری تسلیاں دے کر گھر کے سامنے اتار دیا۔

نیلوفر بنا رکے سیدھا اپنے کمرے میں آ گئی باتھ روم میں شاور کھول کر کتنی دیر ٹھنڈے پانی سے اپنے دل و روح کو سکون پہنچاتی رہی فریش ہو کر باہر نکلی تو جسم کافی حد تک ٹھنڈا ہو چکا تھا اور دماغ میں بجھ گئے سوچوں کے الاؤ میں بھی کمی آئی تھی۔

دوپہر کے کھانے کا وقت ہو چلا تھا اور ابھی وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے کمبل اوڑھ کر سوتی بن گئی۔

بلبل اور نوری دو بار بلانے آئیں لیکن نیند آنے کا بہانہ کر کے وہ لیٹ گئی لیکن جب رات کے کھانے پر بھی وہ نہ آئی تو سب کو پریشانی لاحق ہوئی۔

''لگتا ہے گڑیا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' دلاور خانزادہ نے پریشانی سے کہا تو باقی سب بھی متفکر ہو گئے۔

''ہوں..... میں دیکھتا ہوں منی کو۔'' آصف نے کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہا کہ ابرار نے منع کر دیا۔

''آپ کھانا کھائیں لالہ میں بلا کر لاتا ہوں نیلوفر کو۔'' ابرار نے مہذب انداز میں کہا۔

''آپ سب بیٹھو ہم خود ہی جا کر دیکھتے ہیں کہ بات کیا ہے؟'' سب کو منع کر کے جلال خانزادہ خود ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

''آج ہم اپنی بٹیا رانی کے ساتھ ان کے کمرے میں ہی کھانا کھائیں گے بیٹا نعیم کھانا بٹیا رانی کے کمرے میں بھیج دینا۔''

''جی پاپا۔'' بہو سے کہنے کے بعد وہ چلے گئے جلال خانزادہ جیسے ہی کمرے میں داخل [illegible]

آنکھیں بند کر لیں اور اس کی ہمیشہ والی اس حرکت پر جلال خانزادہ مسکرائے پھر نہایت آہستگی سے چلتے ہوئے آئے اور بیڈ پر بیٹھ کر اس کی پیشانی پر شفقت سے بوسہ دیا۔

نیلوفر نے آنکھیں کھول کر اپنے سائبان کی طرف دیکھا۔

''کیا بات ہے ہمارا بچہ ناراض ہے ہم سے؟'' جلال خانزادہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تو نیلوفر تڑپ اٹھی۔

''نہیں پاپا جانی ہم بھی آپ سے ناراض ہو سکتے ہیں بھلا پھر آپ نے ایسا کیوں سوچا؟'' نیلوفر نے اس سے لپٹتے ہوئے جواب دیا۔

''پھر کھانا کیوں نہیں کھایا؟'' جلال خانزادہ کے پوچھنے پر اس نے بھوک نہ لگنے کا بہانا کیا۔

''خیر اب تو ہم نے کھانا یہیں منگوایا ہے لیکن اس سے پہلے بتاؤ کہ بات کیا ہے کیونکہ ہم اپنے بچے کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ وہ پریشان ہے۔'' جلال خانزادہ نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں سمیٹا تو نیلوفر نے بمشکل اپنے آنسوؤں کو اپنے اندر اتارا اور ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیے۔

''پاپا اگر کبھی زندگی میں کوئی ایسا موڑ آ جائے جب انجانے میں ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو کیا آپ ہمیں معاف کر دیں گے؟'' نیلوفر نے اپنے جرم کی پردہ داری کرتے ہوئے بڑی امید سے پوچھا تو جلال خانزادہ اس کے سوال میں چھپے معنی پر غور کرنے لگے پھر کچھ پل کے بعد گویا ہوئے۔

''ہوں...... دیکھو بیٹا پہلی بات تو یہ ہے کہ جو انجانے میں ہو وہ غلطی نہیں ہوتی اور اگر کبھی آپ سے غلطی ہو بھی جائے تو ہم چاہیں گے کہ آپ اپنی غلطی کو سدھاریں اور جہاں تک معافی کی بات ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارا بچہ کوئی ایسا کام کرے گا ہی نہیں جس کے لیے اسے معافی مانگنی پڑے ہے نا۔'' جلال خانزادہ یہ تو نہیں جانتے تھے کہ کیا بات ہے تاہم انہوں نے اس کے مایوس چہرے کو دیکھ کر فی الوقت اس کی پریشانی حل کرنی چاہی اور نیلوفر سراثبات میں ہلاتی ان کے سینے سے لگ گئی۔

''نہیں پاپا آپ کی بیٹی سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے اور چاہتے ہوئے بھی ہم اپنی غلطی کو نہیں سدھار سکتے ہمیں معاف کر دیجیے پاپا ہمیں معاف کر دیجیے۔'' کتنی ہی دیر وہ ان کے سینے سے لپٹی سوچتی رہی لیکن زبان سے کچھ نہ کہہ سکی۔

''پاپا میں کھانا لے آئی ہوں۔'' انعم نے ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو نیلوفر ان سے علیحدہ ہو گئی۔

''آؤ انعم بیٹے یہاں رکھ دو۔'' جلال خانزادہ نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا تو انعم نے کھانے کی ٹرے رکھ دی۔

''ویسے کیا باتیں ہو رہی تھیں باپ بیٹی میں؟'' انعم نوالہ بناتے جلال خانزادہ سے مسکرا کر پوچھا۔

''کچھ خاص نہیں بہو بس آج ہماری بیٹی رانی کا من کر رہا ہے ہم سے خدمتیں کروانے اسی لیے ہم یہ لاڈ اٹھا رہے ہیں۔'' جلال خانزادہ نے نوالہ اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ہنسنے لگی۔

حارث کو تین دن ہی بعد ڈسچارج کر دیا گیا تاہم کچھ دن مزید بیڈ ریسٹ کی تاکید کی گئی ان چند دنوں میں نیلوفر نے بذات خود اسے ایک بھی فون نہیں کیا لیکن وہ روز نغمہ سے اس کی خیریت دریافت کرتی حالات بدل گئے تھے شاید نکاح کے مقدس رشتے کا اثر تھا کہ وہ روز اس کی صحت یابی کی دعائیں مانگتی تھی۔

''پاپا یہ جو شرفو کا بھانجا آیا ہے کافی نیک اور شریف لڑکا ہے دو دن سے مجھے اور ابرار کو آفس ڈراپ کر رہا ہے پڑھا لکھا بھی ہے لیکن بیچارہ نوکری نہ ملنے کے باعث ڈرائیونگ کرنے پر مجبور ہے۔'' ناشتے کی میز پر اچانک سے آصف نے نئے ڈرائیور کی بات چھیڑی جو شرفو کے بیمار ہو جانے کے باعث خود یہ ڈیوٹی نبھانے آیا تھا۔

''ہاں کمال واقعی اچھا لڑکا ہے ہم سوچ رہے ہیں کہ اسے مستقل اس جاب پر رکھ لیں۔'' جلال خانزادہ نے بھی آصف کی بات سے اتفاق کیا۔

''لیکن پاپا کیا نیلوفر کے پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری اس نوجوان لڑکے کو سونپنا ٹھیک ہو گا؟'' نیلوفر کے یونیورسٹی جانے کا کام کمال کو سونپا گیا تھا اسی بات کا خدشہ ابرار نے ظاہر کیا۔

''انسان کی پہچان اس کی صورت سے نہیں بلکہ سیرت سے ہوتی ہے ابرار اور کمال بہت ہی نیک اور ذمہ دار بچہ ہے اس لیے فکر کی کوئی بات نہیں۔'' جلال خانزادہ اس کا خدشہ بخوبی سمجھ رہے تھے اس لیے انہوں نے وضاحت کرنا ضروری سمجھی۔

''منی گاڑی کب سے ریڈی ہے آپ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا؟'' آصف نے اسے چھوٹے چھوٹے لقمے لیتے دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں لالہ ہم کھا چکے بس ہو گیا۔'' نیلوفر نے نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آیئے میں آپ کو گاڑی تک چھوڑ دوں۔'' آصف کے کہنے پر وہ سب کو خدا حافظ کہتی باہر آ گئی جہاں ڈرائیور گاڑی سے ٹیک لگائے دوسری جانب دیکھ رہا تھا۔

''نیلوفر یہ ہے کمال اور آپ کا نیا ڈرائیور۔'' آصف کے پکارنے پر جب اس لڑکے نے مڑ کر دیکھا تو گیٹ کی سیڑھیاں اترتی نیلوفر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تمام کتابیں زمین پر گر گئیں وہ دھڑکتے دل اور مکمل کھلی آنکھوں سے رقص کرتی بے یقینی سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو ڈرائیور کی حیثیت سے آیا تھا۔

سفید یونیفارم میں ملبوس سر پر سفید ٹوپی پہنے چہرے پر سادگی اور تہذیب سے لیے کھڑا وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ حارث تھا جسے سب ایک ادنیٰ ملازم سمجھ رہے تھے وہ دراصل اسی گھر کا سب سے معتبر کردار تھا نیلوفر ورطہ حیرت میں ڈوبی تھی۔

''ارے منی کیا ہوا آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' آصف اس کے اس طرح لڑکھڑانے پر گھبرا گیا۔

''جی لالہ ہم ٹھیک ہیں بس وہ اچانک سے بکس گر گئیں۔'' نیلوفر نے بھی اپنی سنگین حالت کے پیش نظر فوراً بات بدلی ورنہ آصف لالہ کی تیز نظروں سے بچنا مشکل تھا۔

''کوئی بات نہیں چلو۔'' آصف نے کتابیں اٹھا کر اسے تھماتے ہوئے کہا۔

''یار کمال دیکھو ہماری بہن کو بہت احتیاط سے چھوڑ کر آنا اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔''

''آپ فکر مت کریں سر میں اپنی اس ذمہ داری کو دل و جان سے نبھاؤں گا۔'' حارث نے حکم بجا لاتے ہوئے کہا جبکہ نیلوفر اس کی بات کا مطلب سمجھ کر نظریں جھکا گئی۔

''آیئے میڈم۔'' حارث نے سر جھکا کر اس کے لیے پیچھے کا دروازہ کھولا نا جانے کیوں حارث کا میڈم کہنا اسے کانٹوں کی مانند چبھا وہ چپ چاپ پیچھے بیٹھ گئی پھر جیسے ہی گاڑی نے آنسہ پیلس کی روڈ Cross کی تو اس کا ضبط جواب دے گیا وہ غصے سے پھٹ پڑی۔

''اب یہ کیا تماشا ہے آخر کرنا کیا چاہتے ہیں آپ؟'' نیلوفر نے اس کی پشت کو گھورتے

ہوئے کہا۔

''اپنی غلطی کا ازالہ۔'' حارث نے سامنے دیکھتے ہوئے نارمل انداز میں جواب دیا۔

''لیکن یہ طریقہ غلط ہے۔'' نیلوفر نے ایک بار پھر بے بسی سے کہا۔

''غلط یا صحیح یہ تو میں نہیں جانتا ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اب تک جو ہوا غلط ہوا اور اب اسی کی سزا کے طور پر میں نے یہ راستہ چنا ہے۔'' حارث کے لہجے میں شرمندگی کی محسوس کرنے کے باوجود وہ مزید غصے میں آ گئی۔

''گاڑی روکیے۔'' نیلوفر نے اتنی زور سے چلا کر کہا کہ حارث کو مجبوراً گاڑی ایک نسبتاً خاموش ایریا میں روکنی پڑی پھر وہ دھڑام سے اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی حارث بھی اس کی تقلید میں فرنٹ ڈور کھول کر اس کے سامنے آ گیا۔

''آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ جب بھی جو کچھ بھی کریں گے وہ سب ٹھیک ہو گا پہلے محبت کے نام پر مجھ سے زبردستی نکاح کر کے مجھے اتنی بڑی مصیبت میں ڈال دیا اور اب یہ سب آخر آپ اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں؟''

گنہگار...... صرف گنہگار تمہارا بھی نیلوفر اور تمہارے گھر والوں کا بھی کہتے ہیں کہ محبت میں انسان اندھا ہو جاتا ہے میری آنکھوں پر بھی پٹی بندھ گئی تھی کہ میں آپ کی پوزیشن نہ سمجھ سکا۔ کبھی نہ سوچا کہ تم اپنے گھر والوں سے کیا کہو گی لیکن میرا یقین کرو نیلوفر تم سے محبت کرنا میرے دل کا فیصلہ تھا تم سے نکاح کرنا میرے دماغ کی مشترکہ رضامندی سے کر رہا ہوں Beleive me نیلوفر میں نے تمہیں اس مشکل میں پھنسایا ہے اور اب میں ہی تمہیں اس سے باہر نکالوں گا اور اس فیصلے میں تو قیرا اور نغمہ آپی بھی میرے ساتھ ہیں۔

''محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ میں ہر پل سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہوں تمہیں ہر مشکل وقت سے بچاؤں اور اب تو تم میری ذمہ داری ہو محبت سے تو چاہے میں ایک پل کے لئے چوک بھی جاؤں لیکن ذمہ داری کو تو میں اپنی جان دے کر بھی نبھاؤں گا۔'' حارث نے اسے رسان سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اس طرح نبھائیں گے ذمہ داری ایک ڈرائیور بن کر؟'' نیلوفر نے تاسف سے کہا۔

''لوگ مجھے ڈرائیور سمجھیں یا چوکیدار اس کی مجھے پروا نہیں لیکن میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے دل میں میرا کیا مقام؟'' وہ بہت استحقاق اور امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''آپ کو کیا لگتا ہے کہ جس گھر میں آپ کو عزت سے سر اٹھا کر جانا چاہیے وہاں آپ سر جھکا کر ایک معمولی نوکر کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے۔''

''کیسا لگے گا یہ سب؟'' آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگ کر باہر نکلے تو حارث کی کب سے رکی سانس بحال ہوئی اس کے دل کو کئی گنا سکون ملا آگے بڑھ کر اپنی انگلی کی پوروں سے اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے پہلی بار حارث نے اسے چھوا تھا جبکہ نیلوفر نے بھی دونوں کے مابین رشتے کے پیش نظر اسے منع نہیں کیا۔

''بس نیلوفر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمہارے ان سب سوالوں کے بیچ میں ہی میرے سوال کا جواب چھپا ہے تم مجھ سے پیار نہیں کرتیں میں جانتا ہوں لیکن میری عزت کرتی ہو یہ جان کر مجھے خوشی ہوئی بس اتنا ہی میرے لئے کافی ہے اور جہاں تک محبت کی بات ہے تو میرا ایمان ہے کہ اب میں اتنا برا انسان بھی نہیں کہ کوئی مجھے اپنے پیار کے قابل ہی نہ سمجھے۔'' ...

ہوئے شرارت سے کہا تو نیلوفر شرمندہ ہوتی نظریں جھکا گئی۔

''بس اس مقصد میں مجھے تمہارا ساتھ چاہیے تاکہ میں تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے دل میں جگہ بنا سکوں خود کو ایک اچھا شوہر اور داماد ثابت کر سکوں اسی چھت کے نیچے رہ کر میں یہاں کے مکینوں کا دل جیتنا چاہتا ہوں نیلوفر تاکہ جو غلطی میں نے کی ہے اس کی تلافی ہو سکے۔'' حارث نے ایک بار پھر اسے اپنے مقصد سے آگاہ کیا تو اس نے نظریں اٹھائیں۔

''لیکن اس طرح کیسے؟''

''پلیز نیلوفر اس فیصلے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میں تم سے دور نہیں رہنا چاہتا میں ہر وقت ہر پل تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ صرف اسی طرح ممکن ہے۔'' حارث نے اسے بیچ میں ٹوکتے ہوئے کندھوں سے تھام کر ملتجی انداز میں کہا جبکہ نیلوفر تو اس کی اس انوکھی خواہش پر ٹھٹک رہ گئی حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کی محبت میں سب کچھ کرنے کا عزم رکھتا تھا آخر کیوں تھا اسے نیلوفر سے اتنا پیار؟ جبکہ نیلوفر کے پاس محبتوں کی کمی نہ تھی کیونکہ اس نے آنکھ ہی محبت کے پنگھوڑے میں کھولی تھی شفقت اور توجہ کے آنگن میں کھیلی تھی پھر کیوں اس کا دل اسے بغاوت کرنے پر مجبور کر رہا تھا اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ اپنے ہی ان گنت سوالوں کا جواب ڈھونڈ رہی تھی تیز ہوا کا جھونکا اس کے بدن سے ٹکرایا اور کتنی ہی لٹوں نے اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا جبکہ حارث نے نہایت نرمی سے ان بے رحم لٹوں سے نیلوفر کا چہرہ آزاد کیا۔

''تو کیا مسز نیلوفر حارث آپ میرا ساتھ دیں گی؟'' حارث کے انداز تخاطب نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا نہ جانے کیوں آج اس اپنا نام اپنا مکمل نام بے حد اچھا لگا۔

''شوہر بن کر نہ سہی میں چاہتا ہوں کہ دوست بن کر ہی اس سفر میں تم میری ہم سفر بن کر چلو۔'' حارث نے باقاعدہ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس کا ساتھ مانگا تو نیلوفر نے یہ سوچتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا کہ اب جو بھی ہے اس انسان سے اس کا بہت مضبوط اور مقدس رشتہ ہے نہ جانے کتنی ہی دیر وہ مزید اس طرح ایک دوسرے کو ہاتھ تھامے دیکھتے رہتے کہ بہت قریب سے ایک موٹر بائیک گزری جس پر سوار دو لڑکوں نے ان کی طرف دیکھ کر باقاعدہ سیٹی بجائی جبکہ نیلوفر اور حارث نے ہوش کی دنیا میں لوٹتے ہی ایک دوسرے کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

''آ..... بہت دیر ہو رہی ہے چلو۔'' حارث نے فوراً آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو وہ بھی جلدی سے بیٹھ گئی پھر دونوں نئے عزم لئے اپنی منزل کی جانب چل پڑے۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے کمال سب کی ضرورت بن گیا بھابیوں کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ کمال سے کہتیں نیلوفر کے علاوہ جلال خانزادہ کو بھی آفس ڈراپ کرنے کی ذمہ داری بھی اس نے خود لے لی جبکہ جلال خانزادہ اس کے حسن سلوک اور ایمانداری سے اتنے متاثر ہوئے کہ اس کی تعلیم کے بل بوتے پر جلد ہی آفس جاب دینے کا وعدہ بھی کیا۔

اور تو اور بھابیوں کو میکے لے جانے کا کام بھی کمال کے ذمہ تھا اور اب انہیں اپنے شوہروں کے فارغ ہونے کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا اور اس کے لئے بھی اس کی مشکور تھیں۔

آنسہ پیلس میں اب ہمہ وقت ایک ہی نام پکارا جاتا اور وہ نام تھا کمال بھی کہا جاتا کمال یہ کام کر دو پلیز ارے کمال جلدی سے یہ سامان لا دو نا یا کمال مجھے بازار جانا ہے لے چلو پلیز غرض یہ کہ

کمال اب اس گھر کے فیملی ممبرز کی طرح تھا سب کو اس کی عادت سی ہوگئی تھی اور ایک وہ تھا جو بنا ماتھے پر بل ڈالے سب کی ''جی حضوری'' کے لئے ہر وقت تیار رہتا سبھی اس سے سب خوش تھے ماسوائے شہریار کے جس دو ماہ کے بعد گھر لوٹنے پر خوب ہنگامہ کیا۔

''پاپا آخر ضرورت کیا تھی اسے نیلوفر کا ڈرائیور Appoint کرنے کی ایک تو زمانہ اتنا خراب ہے اوپر سے اس کا ہر وقت یوں دندناتے ہوئے ہمارے گھر میں پھرنا ٹھیک نہیں کل کو ہاتھ صاف کر گیا تو ہم سب پچھتائیں گے۔'' شہریار کی تیز خفگی آواز پورے ڈرائنگ روم میں گونجی جہاں اس وقت سبھی گھر کے افراد شام کی چائے انجوائے کر رہے تھے اور نیلوفر کے دل کو شہریار کی بات سن کر گہری ٹھیس پہنچی اس نے کنکھیوں سے پاپا کے تاثرات جانچے جو کچھ ہی دیر قبل اسے اپنے قریب بٹھا کر پڑھائی کے متعلق ڈسکشن کر رہے تھے۔

''ہوش کے ناخن لو شہریار بغیر سوچے سمجھے کسی کے بارے میں غلط رائے قائم مت کیا کرو۔ کمال بہت ہی نیک اور ذمہ دار بچہ اور نیلوفر کی حفاظت کے لئے ہمیں اس سے بہتر انسان نہیں مل سکتا۔'' جلال خانزادہ نے ٹھیک ٹھاک غصے سے بیٹے کو ڈانٹا اور باقی سب بھی متفق تھے جبکہ نیلوفر کے کانوں میں تو محض یہ الفاظ رقص کرنے لگے۔

''نیلوفر کی حفاظت کے لئے ہمیں اس سے بہتر انسان نہیں مل سکتا۔'' اس نے تشکر آمیز نگاہوں سے جلال خانزادہ کو دیکھا وہ دل سے ان کی ممنون تھی۔

''ٹھیک ہے پھر آپ اسے آفس تک ہی محدود رکھیں اب میں آ گیا ہوں اب نیلوفر کو میں ہی لے جایا کروں گا۔'' شہریار نے فیصلہ کن انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو نیلوفر کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

''تو تو اب یہ فیصلہ تم کرو گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں؟'' انہوں نے طنزیہ کہا تو وہ تڑپ اٹھا۔

''سوری پاپا میری اتنی مجال کہاں میں تو صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ......'' شہریار نے فوراً گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے معذرتاً کہنا چاہا کہ بڑے بیٹے دلاور خانزادہ کھڑے ہو گئے۔

''بس شیری بہت ہو گیا یہ تماشہ تم اپنے کام سے کام رکھو باقی سب کی فکر میں تمہیں دبلا ہونے کی ضرورت نہیں۔'' دلاور کی رعب دارانہ آواز سے وہ خاموش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے جو جی میں آئے وہی کریں ویسے بھی میری سنتا کون ہے۔'' کہنے کے ساتھ وہ غصے سے چلا گیا تو باقی اسے تاسف سے جاتا دیکھتے رہے اس کے بعد تو جیسے شہریار کو کمال سے اللہ واسطے کا بیر ہو گیا تھا جتنی بار بھی ان کا سامنا ہوتا شہریار اسے عجیب مشکوک نگاہوں سے دیکھتا اس کی موجودگی میں کمال بہت کم گھر کے اندر جاتا شہریار اس کی انسلٹ کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔

اور کمال اس کے ہر رویے کو وہ ہنس کر سہہ لیتا لیکن اس کا یہ رویہ نیلوفر کو گہری چوٹ پہنچاتا وہ اکثر غصہ کرتی کہ وہ کیوں برداشت کر رہا ہے یہ سب؟ لیکن کمال اسے اپنا وعدہ یاد دلا کر خاموش کرا دیتا۔

کل شہریار کو بخار تھا اسی لئے وہ گھر پر ہی تھا یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی نیلوفر کا پہلا سامنا نغمہ سے ہوا چہرے پر رہنے والی ہمہ وقت مسکراہٹ کے ساتھ وہ نیلوفر کی طرف ہی آ رہی تھی۔

''ارے واہ مسز نیلوفر حارث آج کل وقت کی پابند ہو گئیں ہیں آپ۔'' نغمہ نے جان بوجھ کر اسے اس نام سے پکارا جسے سن کر نیلوفر من ہی من خوش ہوئی۔

''ویسے نغمہ میں بہت پریشان ہوں۔'' نیلوفر نے سیریس ہوتے ہوئے کہا تو نغمہ کی ہنسی کو بریک لگی۔

''کیا بات ہے نیلوفر کیا پریشانی ہے پلیز مجھے بتاؤ۔'' نغمہ خاصی بے چین ہوئی اس کا اترا چہرہ دیکھ کر۔

''نغمہ شیری لالہ کا رویہ ان کے ساتھ بالکل بھی اچھا نہیں ہے وہ ان سے بہت روڈلی بات کرتے ہیں مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا۔'' نیلوفر نے اسے شہریار کے رویے کے بارے میں بتایا تو وہ ٹوپل کے بعد ہنس دی۔

''اوہو بڑی فکر ہو رہی ہے ''ان کی'' خیر مجھے بے حد خوشی ہے کہ تم اس رشتے کا مطلب سمجھنے لگی ہو۔'' نغمہ نے ان کی پر خاصا زور دیتے ہوئے کہا۔

''سیریس ہو جاؤ نغمہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے کہ جس دن سب کو اس سچائی کا پتہ چلے گا تو کیا ہوگا اس دن۔'' ایک بڑا سا سوالیہ نشان نیلوفر کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

''جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا تم سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو اور ویسے بھی جس کے ساتھ اتنا بہادر اور ذمہ دار انسان ہو اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔'' نغمہ نے قریب آتے حارث کی طرف دیکھ کر مذاقاً کہا تو نیلوفر بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں نظر مڑ کر دیکھنے لگی۔

''السلام وعلیکم آپی کیسی ہیں آپ؟'' حارث نے مسکراتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا۔

''وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن تمہیں کیا ہوا؟'' نغمہ نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

''مجھے؟...... مجھے کیا ہونا ہے؟...... میں تو بھلا چنگا ہوں۔'' حارث نے اپنا یونیفارم جھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں جی بھلے چنگے تو خود ہی ہونا ہے ہر دل عزیز ہستی جو آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔'' نغمہ نے بیک وقت دونوں کا ریکارڈ لگایا تو حارث مسکرا دیا جبکہ نیلوفر شرم کے مارے مسکرا بھی نہ سکی۔

''پلیز اسٹاپ نغمہ۔'' نیلوفر نے اسے سرگوشیانہ انداز میں ڈانٹا۔

''بہت خدمتیں کروائی ہے نا یہ حارث ڈرائیور بنا کر رکھ دیا میرے بھائی کو؟'' نغمہ اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے ڈھٹائی سے بولی۔

''ان خدمتوں کے لئے تو میں ساری زندگی ڈرائیور بننے کے لئے تیار ہوں آپی۔'' حارث نے اس کے نازک چہرے کو اپنی نظروں کے لاک اپ میں قید کرتے ہوئے کہا۔

''ہائے اللہ کاش خدا ایسا خوبصورت اور پیار کرنے والا ڈرائیور ہر کسی کو نصیب فرمائے۔'' نغمہ نے دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

''آمین۔'' حارث نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے اور خدا حافظ کہہ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد نیلوفر نے اسے بازو پر چٹکی کاٹی۔

''نیلوفر کتنی لکی ہے تو اور ایک میں ہوں جس نے تیرے کھڑوس بھائی سے دل لگایا ہے کتنے دنوں سے وہ آیا ہوا ہے ملنا تو دور ایک فون تک کرنا جناب نے ضروری سمجھا۔'' نغمہ نے بازو سہلاتے ہوئے شکوہ کیا۔

''آج وہ آنے ہی والے تھے لیکن انہیں بہت تیز بخار ہو گیا اس لئے گھر پر ہی رک گئے۔''

نیلوفر نے اطلاع پہنچائی تو وہ چلا اٹھی۔

''کیا؟ اور تو مجھے اب بتا رہی ہے اب جلدی چل مجھے ان سے ملنا ہے ابھی اسی وقت۔'' کہنے کے ساتھ ہی نغمہ نے گیٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔

''ارے لیکن نغمہ سن تو۔'' نیلوفر کو بھی چار و ناچار اس کے پیچھے بھاگنا پڑا۔

سبھی گھر والے نیلوفر کی دوست سے مل کر بہت خوش ہوئے جو خلاف معمول چپ تھی شاید ہونے والی سسرال کا لحاظ کر کے بھابھیوں نے اسے دوپہر کے کھانے پر روک لیا تھا۔

''ارے نیلوفر باتیں ہی کرتی رہو گی یا اپنی دوست کے لئے چائے پانی کا بندوبست بھی کرو گی کیونکہ ہمیں تو اس کی پسند کا نہیں پتہ اور ویسے ہم کھانے کی تیاری کر رہے ہیں۔'' نجل نے انہیں مسلسل سرگوشی کرتے دیکھ کر کہا۔

''جی بھابھی چلیے میں آپ کی مدد کرتی ہوں۔'' نجل کے جانے کے بعد نیلوفر بھی اٹھ گئی تو نغمہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا نیلوفر کے سوالیہ انداز میں دیکھنے پر اس نے بھویں چڑھا کر شہریار کے بارے میں پوچھا تو اس کے اشاروں پر نیلوفر کو ہنسی آ گئی۔

''اوپر لیفٹ سائیڈ پر پہلا کمرہ شیری لالہ کا ہے جلدی سے مل لو ہو سکتا ہے کہ تم سے مل کر ان کی طبیعت میں کچھ سدھار آ جائے۔'' ہونٹوں کو اس کے کانوں کے قریب لاتے ہوئے آہستہ سے کہہ کر نیلوفر بھاگ گئی جبکہ نغمہ اس کی شرارت پر ہنستے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

دوبارہ دستک دینے کے باوجود کوئی جواب نہ پا کر اس نے خود ہی دروازہ کھولا اندر کوئی سیڈ سونگ چل رہا تھا اور محترم شہریار خانزادہ بیڈ پر چت لیٹے ایک ہاتھ سینے اور دوسرا آنکھوں پر رکھے کسی اور ہی دنیا میں ڈوبے ہوئے تھے جبکہ ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھ کر مسلسل ہلاتے وہ جناب کسی لٹے ہوئے مجنوں کی نقشہ پیش کر رہے تھے نغمہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی پھر آگے بڑھ کر ٹیپ کا بٹن آف کر دیا۔

شہریار نے بازو ہٹا کر دیکھا تو اسے سامنے دیکھ کر اچھل کر نیچے اترا۔

''تم......ت......تم کیسے آئی ہو؟'' شہریار نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اپنے......پ......پ......پاؤں سے چل کر۔'' نغمہ نے معصوم بچی کی طرح آنکھیں ٹمٹما کر اسی کے انداز میں جواب دیا۔

''لیکن تم آئی کس کے ساتھ ہو؟'' ایک اور سوال کیا گیا۔

''نیلو کے ساتھ And far your kind information میں سب گھر والوں سے مل چکی ہوں۔'' بے فکر سے اس کے بیڈ پر بیٹھتے ہو، نغمہ نے ایسے کہا جیسے وہ یہاں کئی بار آ چکی ہو۔

''وہ تو ٹھیک ہے نغمہ لیکن تمہیں میرے کمرے میں کسی نے دیکھ لیا تو۔'' شہریار نے اسے اضطرابی انداز میں کہا جو تسلی سے کمرے کا معائنہ کر رہی تھی۔

''Don,t worry کوئی نہیں دیکھے گا نیلوفر باہر پہرہ دے رہی ہے۔'' نغمہ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے کمال بے نیازی سے کہا۔

''پھر بھی نغمہ تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا؟'' شہریار کو نخرے کرتا دیکھ کر نغمہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ فوراً غصے سے کھڑی ہو گئی۔

''شاباش یعنی حد ہو گئی ایک تو میں سب سے بچ بچا کر تمہاری عیادت کے لئے آئی ہوں اور اوپر سے تم مجھے موڈ دکھا رہے ہو حالانکہ مجھے تم سے ناراض ہونا چاہیے کہ اتنے دنوں سے بیمار ہونے کے باوجود تم نے مجھے فون تک نہیں کیا۔''

میں ہی پاگل ہوں' جو ہر بار دوڑی چلی آتی ہوں Butt i am sorry میں آج کے بعد یہاں نہیں آؤں گی۔'' نغمہ کو شہریار کے رویے پر پہلی بار دکھ ہوا تھا اور فوراً ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ باہر نکلنے ہی والی تھی کہ شہریار کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''آئی ایم سوری نغمہ میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا۔'' شہریار نے فوراً معذرت کی۔

''تو اب کیا کیا؟ شہریار تم جانتے ہو کہ خود کو تمہارے مطابق بدلنا چاہتی ہوں پر مجھے نہیں لگتا کہ میں کبھی تمہیں سمجھ پاؤں گی۔'' اس کے مضبوط ہاتھ میں اپنا نازک ہاتھ کسمساتے ہوئے نغمہ نے شکوہ کناں انداز میں کہا آنسو متواتر گالوں کو بھگو رہے تھے اور آج وہ شہریار کو دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر پیاری لگی کیونکہ آج وہ پہلی بار ناراض ہوئی تھی اور شہریار کو اسے منانے کا موقع مل رہا تھا۔

''سچ...... سچ...... سچ...... اتنی سی بات پہ اتنا غصہ شادی کے بعد کیا ہوگا میڈم؟''

''اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی مسٹر شہریار نازادہ کہنے کے ساتھ ہی وہ جانے لگی کہ شہریار نے ایک بار پھر اسے کھینچ کر خود سے قریب کر لیا کتنی ہی دیر وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا اور نغمہ اس کے اس انداز پر گھبرا گئی بڑے بڑے بدتمیز ہو ایک تو میرا دل دکھایا اور اوپر سے اچھی طرح Excuse کرنے کی بجائے مجھے گھور رہے ہو۔'' نغمہ نے ناک سکیڑتے ہوئے کہا تو شہریار ہنسنے لگا۔

''اچھا...... ایسی بات ہے تو پھر۔'' شہریار نے بات ادھوری چھوڑ کر اسے کندھوں سے تھام کر پیچھے کی طرف چلتے ہوئے دیوار سے لگا دیا اور اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر راستہ روک دیا جبکہ نغمہ تو اس کی کاروائی پر دنگ رہ گئی۔

''یہ کیا کر رہے ہو شہریار؟'' وہ چاہے لاکھ بولڈ سہی لیکن تھی تو ایک مشرقی لڑکی شہریار کو آگے بڑھتا دیکھ کر اس کا دل 120m کی سپیڈ سے دوڑنے لگا۔

''اچھی طرح سے Excuse کر رہا ہوں۔'' شہریار نے مخمور لہجے میں کہا۔

''شیری پلیز کوئی دیکھ لے گا۔'' اب کے نغمہ بہت زیادہ ڈر گئی۔

''کوئی نہیں دیکھے گا نیلوفر پہرہ جو دے رہی ہے۔'' شہریار نے اسی کے الفاظ دوہرائے اتنے میں دروازے پر ہونے والی دستک نے دونوں کو چونکا دیا۔

''آہم۔'' سجل ہاتھ میں ٹرے تھامے سوالیہ انداز میں انہی کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ پیچھے نیلوفر کھڑی بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی۔

''اوہ مائی گڈ نیس...... پلیز بھابھی...... جی...... جیسا آپ سوچ رہی ہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔'' شہریار بھانڈا پھوٹ جانے پر بوکھلا گیا۔

''اچھا تو میں بھی سوچوں کہ دیور جی کو اچانک سے اتنا بخار کیوں چڑھ گیا تو یہ چکر تھا سیدھے سے کہہ دیتے کہ شادی کرا دو۔'' سجل کے کہنے پر شہریار سر کھجاتا تیزی سے باہر گیا جبکہ تو پوں کا رخ نغمہ کی طرف تھا۔

''پلیز سجل جی ایسا واقعی نہیں ہے۔'' نغمہ کی حالت بھی شہریار سے مختلف نہ تھی۔

''سجل جی نہیں بھابھی کہنے کی عادت ڈال لو ہونے والی دیورانی جی۔'' سجل کی بات پر نیلوفر زور سے ہنس دی اور نغمہ بھی ان کی بات کا مطلب سمجھ کر نظریں جھکا کر مسکرانے لگی۔

پھر یہ خبر سارے گھر میں پھیل گئی جسے سن کر سب کی زبان پر سب سے پہلے یہی فقرہ آیا۔

''کیا...... شہریار بھی کسی سے پیار کر سکتا ہے؟'' سبھی گھر والے خوش ہو گئے جن میں سب

سے زیادہ خوشی آصف کو ہوئی جب اسے یہ پتہ چلا کہ نغمہ ایک شاعر کی بیٹی ہے۔
"بھئی شہریار تم تو اپنا ٹکٹ کٹوا لو کیونکہ میڈم نغمہ ہشام تو ہماری کیٹگری کی نکلیں خوب جمے گی جب مل بیٹھیں گے شاعر دو۔" آصف کے چڑانے پر سب نے جاندار قہقہہ لگایا۔
پھر دونوں خاندانوں کے میل جول کے بعد سب کچھ طے ہو گیا اور نیلوفر کی ضد پر منگنی کی بجائے ڈائریکٹ شادی کی ڈیٹ فکس کر دی گئی کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ اس کی پیاری سی دوست جلد از جلد بھابھی بن کر ان کے گھر آ جائے تیاریوں میں ہی سارا وقت گزر گیا کہ مہندی کا دن آن پہنچا سارے گھر میں ہلچل سی مچی تھی سب تیار ہو کر بیٹھے لان میں دولہے میاں کا انتظار کر رہے تھے جن کا کچھ اتہ پتہ نہیں تھا تنگ آ کر جلال خانزادہ نے کو اسے بلانے کے لئے بھیجا۔
نیلوفر کی تیاری بھی دیکھنے لائق تھی چوڑی دار پائجامہ سوٹ ریڈ اور ییلو کلر کے امتزاج کے دوپٹہ بالوں میں پراندہ ڈال کر چھپا آگے گرائے وہ کوئی گڑیا لگ رہی تھی جسے کئی بار حارث نے دیکھ کر اپنی قسمت پر رشک کیا نیلوفر جلدی سے اوپر گئی جہاں شہریار کسی طرح کے چنری کے مردانہ دوپٹے پھیلائے کھڑا تھا۔
"ارے پری good Thank آپ آ گئیں پلیز میری مدد کرو کہ ان میں سے کون سا دوپٹہ میرے کرتے سے میچ کرے گا۔" شہریار نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ کے قریب لاتے ہوئے کہا تو نیلوفر بیڈ پر بکھری مصیبتوں کو دیکھنے لگی۔
"اوں ہاں ... یوں والا آپ پر بہت [illegible] گا لالہ۔" نیلوفر نے ست رنگی دوپٹہ اٹھا کر اس کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا سفید [illegible] وہ بہت اچھا لگ رہا تھا

جس کے کرتے پر شیشوں کا کام ہوا تھا اور اس پر ست رنگی دوپٹہ بہت لشکارے مار رہا تھا۔
"ارے واہ پری آپ کی چوائس تو بہت ہی زبردست ہے۔" آئینے میں اپنا عکس دیکھتے شہریار نے تعریف کی۔
"تھینکس اب جلدی کریں لالہ کہیں مہمان آپ کے انتظار میں سوکھ نہ جائیں۔" نیلوفر نے اسے پرفیوم چھڑکتا دیکھ کر کہا۔
"ہاں بس میں ذرا جوتے پہن لوں کہاں گئے؟" شہریار نے جوتوں کی تلاش میں نظریں دوڑائیں تو صوفے کے قریب رکھے جوتے اسے نظر آ گئے ساتھ ہی اس کی نظر دروازے سے گزرتے کمال پر پڑی جو پھولوں کی ٹوکری اٹھائے شاید نیچے جا رہا تھا شہریار نے فوراً اسے پکارا۔
"ابے او ئے رکو۔" انداز تخاطب ہی اتنا عجیب تھا کہ حارث چونک گیا پھر اس نے اپنے آس پاس دیکھا کہ شاید وہ کسی اور کو بلا رہا ہو لیکن کسی کو نہ پا کر اس نے پوچھا۔
"آپ نے مجھے بلایا؟" حارث نے ایک بار پھر یقین دہانی کروائی۔
"ہاں تجھے ہی بلایا ہے ادھر آ۔" شہریار نے پھر اسی لہجے میں کہا جبکہ نیلوفر کے تو سر سے لگی اور تلووں سے بجھی والی بات ہوئی۔
"جی کہیے۔" ٹوکرا باہر ہی رکھ کر وہ اندر چلا آیا۔
"وہ جوتے اٹھا کر ادھر لاؤ۔" شہریار نے جوتوں کی طرف اشارہ کیا تو نیلوفر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔
"جی؟" حارث اپنی جگہ حیران تھا۔
"جی جی کیا کر رہا ہے جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے۔" پھر کچھ پل سوچتے ہوئے اس نے چپ چاپ حارث نے جوتے اٹھا کر اس

سامنے رکھ دیئے اور واپس جانے لگا کہ اس نے پھر پکار لیا۔
"جا کہاں رہا ہے چل جلدی سے پہنا۔" شہریار نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اس بات پر نیلوفر کا ضبط ٹوٹ گیا۔
"لالہ پلیز یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" اسے بہت دکھ ہو رہا تھا شہریار کے رویے پر۔
"کیوں نوکر ہے یہ یہاں کا سب کام کرنا اس کا فرض ہے۔" شہریار کو نہ جانے کیوں اس سے چڑ تھی اس لئے وہ اس کی بے عزتی کرنے کا موقع ڈھونڈتا تھا حارث نے نیلوفر کی طرف دیکھا جو شرمندگی کے باعث اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔
"اب اِدھر اُدھر کیا دیکھ رہا ہے جلدی پہنا۔" شہریار نے پھر مداخلت کی غصہ تو حارث کو بھی بہت آیا لیکن نیلوفر کے خیال سے خاموش رہا پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر وہ شہریار کو جوتے پہنانے لگا اور اسی لمحے نیلوفر نے زور سے آنکھیں بند کر لیں اس کا دل آنسوؤں سے بھرا تھا وہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی یہ تکلیف دہ منظر۔
"ہوں ٹھیک ہے چلو پری جلدی سے آ جاؤ۔" جوتے پہننے کے بعد شہریار کرتا جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا نیلوفر کو آنے کا کہہ کر وہ جلدی سے چلا گیا جبکہ بت بنی نیلوفر کا رہا سہا حوصلہ بھی جواب دے گیا حارث سر جھکائے گھٹنوں کے بل ابھی تک بیٹھا تھا پھر وہ اٹھ کر جاتے ہی لگا کہ نیلوفر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
"بس بہت ہو گیا اب ہم ایک پل کے لئے بھی یہ سب برداشت نہیں کر سکتے چلئے ہمارے ساتھ ہم ابھی اسی وقت سب کو سچ سچ بتا دیتے ہیں۔" نیلوفر نے اس کا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔
"نہیں نیلوفر پلیز ابھی ہم کسی کو کچھ نہیں بتا سکتے یہ صحیح موقع نہیں ہے سمجھنے کی کوشش کرو

پلیز۔" حارث نے اسے غصے میں آتا دیکھ کر کہا۔
"وہ سب ہم نہیں جانتے آپ چلیئے ہمارے ساتھ شیری لالہ کو بھی بتانا چاہتے ہیں حقیقت وہ اپنے جوتوں کے برابر سمجھ رہے ہیں حقیقت میں وہ ہمارے سر کے تاج ہیں انہیں اپنے ہر رویے پر آپ سے معافی مانگنی ہو گی۔" نیلوفر نے روتے ہوئے کہا وہ کسی طور بھی ماننے کو تیار نہ تھی۔
"پلیز نیلوفر خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کرو تمہارے بھائی کی شادی ہے ہر طرف خوشی کا ماحول ہے کیا تم چاہتی ہو کہ ہماری وجہ سے یہ خوشی پھیکی پڑ جائے بولو۔" حارث نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔
"لیکن جو کچھ بھی ہمارے گھر میں آپ کے ساتھ ہو رہا ہے آخر کب تک آپ اسے برداشت کریں گے اور کیوں؟" نیلوفر بے بس ہو گئی۔
"تمہارے لئے نیلوفر صرف تمہارے لئے میں یہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں۔"
"پر ہم نہیں کر سکتے برداشت یہ سب کیونکہ۔" نیلوفر کی بے خبری میں زبان پھسل گئی جبکہ حارث اس "کیونکہ" کے آگے کے الفاظ ڈھونڈنے لگا۔
"کیونکہ کیا نیلوفر پلیز بتاؤ نا کیونکہ کیا؟" حارث بے چین تھا جاننے کے لئے لیکن نیلوفر اس کے بے حد اصرار پر بے اختیار ہی اس کے کندھے لگ گئی۔
"کیونکہ ہم آپ سے پیار کرتے ہیں، حارث بہت پیار کرتے ہیں۔" نیلوفر ٹوٹ گئی تھی اس لئے وہ راز کھول دیا جسے وہ کب سے دل میں چھپائے بیٹھی تھی اور حارث کو تو اپنی قسمت پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔
"سچ نیلوفر کیا واقعی تم؟" حارث نے اسے خود سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سچ ہے حارث یار ایک بار آپ نے کہا تھا کہ میرا ایمان ہے کہ ایک دن تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے گی آپ کا یقین سچا ہو گیا ہے مجھے آپ سے محبت آپ اتنے اچھے ہیں کہ میں خود کو روک ہی نہیں پائی آپ سے پیار کرنے پر۔" معصومیت سے کہتی وہ آج اپنی محبت کا اعتراف کر گئی۔

"تھینکس نیلوفر کہ تم نے میری محبت کی سچائی کو اپنے اعتراف سے ڈھانپ دیا دیکھا تم نے جیسے میں نے صبر کے ساتھ تمہیں اپنا بنایا ہے ویسے ہی بہت جلد تمہارے گھر والے میرے گرویدہ ہو جائیں گے اس لئے ابھی ہم کو انتظار کرنا ہوگا ہم ابھی کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے ہے نا۔" حارث نے اسے اپنے حصار میں چھپاتے ہوئے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلانے لگی جبکہ انیقہ نے دروازے کی اوٹ سے یہ منظر دیکھ لیا تھا جو نیلوفر کو ہی بلانے آئی تھی اور اب حیران ہونے کی بجائے وہ زہر خند سی ہنس دی۔

"Don,t worry مسٹر حارث اب میں سب کو بتاؤں گی کہ یہاں اس چھت کے نیچے کیا ڈرامہ چل رہا ہے لیکن شہریار کی شادی ہو جانے کے بعد جب وہ اپنی بیوی کے ہمراہ گھر آئے گا تبھی تو اصلی تماشہ لگے گا اور تب میں سب کو یہ مصالحے دار خبر سناؤں گی پھر خود ہی سب ان دونوں سے سچ اگلوا لیں گے۔" انیقہ دل میں سوچتی ہوئی واپس مڑ گئی کیونکہ نیلوفر کو سب کی نظروں میں گرانے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ سبھی فنکشن اپنے اختتام کو پہنچے یہاں تک کہ ولیمہ ہو جانے کے بعد شہریار نغمہ کو اس کے میکے بھی لے گیا ان دنوں میں انیقہ نے اپنے شک کی یقین دہانی کے لئے ان دونوں پر نظر رکھی تھی۔

دو دن بعد ہی شہریار نغمہ کو لے کر واپس آ گیا اور انہیں پتہ چلا کہ پاپا نے کسی بہت ہی ضروری کام کے لئے سب بیٹوں اور بہوؤں کو ڈرائنگ روم میں بلوایا تھا اس لئے سب اس وقت وہاں جمع تھے کہ آخر ایسی کیا بات ہے؟

"ہم نے آپ سب کو ایک خاص مقصد کے لئے جمع کیا ہے یہ بات ہم آپ سے پہلے ہی کرنا چاہتے تھے لیکن پھر سوچا کہ نئی بہو گھر میں آ جائے پھر ہی کچھ سوچیں گے۔" جلال خانزادہ نے اپنے مخصوص انداز میں بات شروع کرتے ہوئے سرخ رنگ کے جوڑے میں ملبوس نغمہ کی طرف دیکھا تو وہ سر کا پلو درست کرتے ہوئے مسکرا دی اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتے بلبل تیزی سے آئی۔

"صاحب جی چھوٹی بہو بیگم کے میکے سے فون ہے۔" اس نے جلال خانزادہ کی طرف دیکھا تو وہ نغمہ کو دیکھتے ہوئے مسکرائے۔

"لگتا ہے بہو کے گھر والے جلد ہی اداس ہو گئے جاؤ نغمہ بیٹے بات کر آؤ۔" جلال خانزادہ نے جانے کے لئے کہا۔

"جی پاپا۔" نغمہ نے باہر کا رخ کیا۔

"نغمہ کو تو دیر لگے گی پاپا آپ بتایئے کیا کہہ رہے تھے آپ؟" شہریار اس کی باتونی طبیعت سے واقف تھا جانتا تھا کہ اب صرف نغمہ ہوگی اس کی کبھی نہ ختم ہونے والی باتیں۔

"ہوں... آپ لوگوں نے ہمدانی گروپ آف انڈسٹریز کا نام تو سنا ہوگا؟" جلال خانزادہ نے اپنی بات کے اختتام پر بیٹوں کے تاثرات جانچے۔

"ارے یاد آیا پاپا یہ تو ہمدانی انکل کی کمپنی کا نام ہے نا وہ جو آپ کے کلاس فیلو رہ چکے ہیں اور اکثر آپ سے آفس میں بھی ملنے آتے ہیں" ابرار نے فوراً دماغ کے گھوڑے کو تیز دوڑایا۔

"ہاں وہی ہمدانی بات دراصل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سنی کے لئے ہماری بیٹی نیلوفر کا رشتہ مانگا ہے سنی سے ہم ملے تو نہیں ہاں البتہ ان کی تعریفیں سنی ہیں کہ بہت اچھا بچہ ہے تعلیم مکمل ہونے کے بعد جرمنی وہ اپنے ماموں کے پاس چھٹیاں گزارنے گیا ہے آتے ہی ہمدانی کا بزنس سنبھالے گا گھرانا اچھا ہے خاندان بہترین ہے اور لڑکا بھی اکلوتا ہے غرض یہ کہ کوئی وجہ نہیں ہے منع کرنے کے لئے ہم نے ہاں تو نہیں کہا البتہ ناں بھی نہیں کہا کیونکہ اس سے پہلے ہم آپ سب کی رائے لینا ضروری سمجھتے ہیں آخر آپ نیلوفر کے اپنے ہیں آج کے زمانے کو بہتر سمجھتے ہیں اور نیلوفر کے بارے میں رائے دینے کا آپ کو پورا حق ہے اس لئے اچھی طرح سوچ کر جواب دیجئے کہ آپ کی کیا رائے ہے؟" جلال خانزادہ نے تفصیل بتاتے ہوئے ان کی رائے مانگی تو ماسوائے انیقہ کے سبھی پل بھر کے لئے چونکے لیکن پھر مسکراہٹوں نے ان کے چہروں کا احاطہ کر لیا۔

"سوچنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پاپا ہمدانی انکل کو کون نہیں جانتا بہت اچھے انسان ہیں وہ تو ظاہر ہے بیٹے کی پرورش بھی اچھے اصول و ضوابط کے تحت ہی کی ہوگی انہوں نے اور ان کی فیملی کے تحت ہی کی ہوگی انہوں نے ان کی فیملی کے بارے میں بھی سب تعریف کرتے ہیں اس لئے مجھے تو اس رشتے میں کوئی برائی نظر نہیں آئی۔" دلاور خانزادہ نے سب سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"لالہ ایکدم صحیح کہہ رہے ہیں پاپا اور یہ بات تو ہم سب کو پتہ ہے کہ آپ منی کے لئے غلطی سے بھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے۔" آصف کو بھی باپ کی شفقت پر پورا بھروسہ تھا۔

"لیکن پاپا کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ابھی نیلوفر کی شادی کی عمر نہیں ہے مطلب ابھی تو اس کی پڑھائی بھی پوری نہیں ہوتی۔" ابرار نے بھی اپنی سوچ کے مطابق جواب دیا لیکن پاپا کے عجیب جتانے والے انداز نے اسے احساس دلایا کہ شاید وہ غلط کہہ گیا ہے۔

"عمر اور پڑھائی تو آپ کی بھی پوری نہیں ہوئی تھی، صاحبزادے لیکن کہاوت ہے کہ شادی کے لئے کوئی عمر نہیں ہوتی۔" جلال خانزادہ کا سیدھا اشارہ ابرار اور شہریار کی طرف تھا جو ان کے صاحبزادے کہنے پر ہی شرمندگی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"لیکن پاپا مجھے لگتا ہے کہ اس بارے میں نیلوفر کی رائے لینا زیادہ مناسب ہوگا؟" کم گو سجاول خانزادہ بھی ناپ تول کر بولے تو سبھی ان کی بات پر متفق نظر آئے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے سجاول کہ ہم اتنا بڑا فیصلہ بھی وہ جو اس کی ساری زندگی پر محیط ہے ہم تو پہلے آپ سب کی سوچ جاننا چاہتے تھے۔"

"تو پھر آپ ہماری طرف سے بے فکر ہو جائیں پاپا ہم سب کو یہ رشتہ منظور ہے۔" دلاور خانزادہ نے سب کی متفقہ رائے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی پاپا۔" سب نے ایک کورس میں جواب دیا کچھ ہی دیر میں نغمہ بھی آ گئی جبکہ نوری کے ذریعے نیلوفر کو بلوایا گیا دستک دے کر وہ داخل ہوئی انگلیاں مروڑتے ہوئے سب کو باری باری دیکھا۔

"آپ نے ہمیں بلایا پاپا؟" نیلوفر نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں نیلو بچی آیئے ہمارے پاس بیٹھئے۔" جلال خانزادہ نے اپنے ساتھ خالی جگہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے ان کے قریب بیٹھ گئی، کتنے پل خاموشی سے گزر گئے اور نیلوفر کی چھٹی حس [illegible] تھی کہ یہ خاموشی کسی

بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

''نیلوفر بیٹا ہمارا ایک بہت ہی عزیز دوست ہے اس نے اپنے بیٹے کے لئے آپ کا رشتہ مانگا ہے۔'' جلال خانزادہ نے بنا کسی پس و پیش کے اصل بات بیان کر دی جبکہ نیلوفر کے شک کی تصدیق ہوگئی، اسے لگا کہ آس پاس کہیں بجلی گری تھی۔

''بیٹا خاندان اچھا ہے دیکھے بھالے لوگ ہیں لڑکا بھی اکلوتا ہے۔''

''بس پاپا بس کیجئے، ہم یہ شادی نہیں کر سکتے۔'' اس کے پہلے کہ جلال خانزادہ کچھ اور بھی جتاتے نیلوفر غصے سے ان کی بات کاٹتے ہوئے کھڑی ہوگئی، جبکہ باقی سب اس کے اس طرح React کرنے پر حیران ہوگئے۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو نیلوفر آپ ہوش میں تو ہیں؟'' شہریار کو سب کے سامنے انکار کرنا ایک آنکھ نہیں بھایا، اس سے پہلے کہ وہ غصے میں آتا، جلال خانزادہ نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

''بے شک انکار یا اقرار کا حق آپ کے پاس ہے بیٹا، لیکن ہمیں اس انکار کی وجہ بھی تو پتہ چلے۔'' جلال خانزادہ نے نرمی سے کھڑے ہوکر پوچھا تو باقی سب بھی کھڑے ہوگئے، نیلوفر نے بے بسی سے سب کی طرف دیکھا، وہ جانتی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب سچائی سے پردہ اٹھانا ہی پڑے گا، کیونکہ اب اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔

''ہاں منی انکار کی کوئی وجہ تو ہوگی؟'' آصف نے اس کے قریب آتے ہوئے جبکہ وہ کسی موم کے مجسمے کی طرح خاموش کھڑی تھی جس کی زبان کچھ بھی کہنے سے انکاری تھی۔

''میں بتاتی ہوں اس انکار کی وجہ۔'' نیلوفر کو

Entry کی تو سب سوالیہ نظروں سے انیقہ کو دیکھنے لگے۔

''اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی چہیتی بہن کسی اور سے پیار کرلی ہے۔'' انیقہ کے انکشاف نے سب کو اپنی جگہ منجمد کر دیا، جبکہ نیلوفر تو بے یقینی کی کیفیت میں تھی کہ انیقہ بھابھی کو اس بارے میں کیسے پتہ چلا؟

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی آپ ہوش میں تو ہیں؟'' شہریار نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

''میں تو ہوش میں ہی ہوں دیور جی لیکن آپ سب لوگ اب تک مدہوشی میں جیتے رہے کہ آپ کی ناک کے نیچے یہ ڈرامہ چلتا رہا اور آپ سب کو خبر تک نہیں ہوئی کہ آپ کی لاڈلی بہن کیا کیا گل کھلا رہی ہے۔''

''چٹاخ...... بکواس بند کرو انیقہ۔'' آصف کا ہاتھ اٹھا اور انیقہ کے گال پر اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا۔

''اگر اب ایک لفظ بھی کہا تو میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔'' آصف نے پہلی بار اس سے بدتمیزی سے بات کی اور اس جھٹکے کے لئے انیقہ بالکل بھی تیار نہیں تھی پل بھر کے لئے وہ سکتے میں آگئی۔

''یہ کیا حرکت ہے آصف تم جانتے ہو کہ بہو بیٹیوں پر ہاتھ اٹھانا خانزادہ فیملی کی شان کے خلاف ہے۔'' جلال خانزادہ نے آگے بڑھتے ہوئے جھڑکا جبکہ نیلوفر دونوں ہاتھوں سے دوپٹے کو مضبوطی سے تھامے اس بگڑی صورت حال کو دیکھ رہی تھی۔

''بہو بیٹیاں جب اپنی حد توڑ دیں تو ان پر ضروری ہو جاتا ہے پاپا۔'' آصف نے بیوی کو گھورتے ہوئے کہا۔

بہن پر بھی اٹھایئے جس نے اس حد کو توڑا ہے پھر انیقہ نے مہندی کی رات والا واقع لفظ بہ لفظ بیان کر دیا۔''

''میں جانتی ہوں کہ سچ کڑوا ہوتا ہے لیکن آپ کو یہ کڑوا سچ پینا ہی پڑے گا کہ آپ کی بہن محض ایک نوکر سے عشق کی پینگیں بڑھا رہی ہے اگر یقین نہیں آتا تو اپنی لاڈلی سے ہی پوچھ لیجئے۔'' انیقہ نے سارا زہر اگلنے کے بعد نیلوفر کی طرف اشارہ کیا اور سچائی کو سننے کے بعد نغمہ اور نیلوفر کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو بہو؟'' جلال خانزادہ تو کچھ سمجھ ہی نہیں پائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

''میں ٹھیک کہہ رہی ہوں پاپا آپ خود نیلوفر سے پوچھ لیجئے۔'' انیقہ نے روتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا جبکہ نیلوفر خود کو ایک عدالت کے کٹہرے میں کھڑا محسوس کر رہی تھی اور باقی گھر والے بڑی امید سے اسے اپنی نظروں میں قید کیے ہوئے تھے، جلال خانزادہ نے رخ اس کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

''آپ چپ کیوں ہیں نیلوفر کیا کہہ رہی ہے انیقہ؟''

وہ جانتے تھے کہ ان کی بیٹی کبھی کوئی ایسا کام نہیں کر سکتی پھر نیلوفر نے آریا پار کا فیصلہ کر لیا وہ اب مزید سب کو دھوکا نہیں دینا چاہتی تھی۔

''یہ...... سچ ہے پاپا۔'' آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے وہ راز بے پردہ کر دیا جس نے اسے دیمک کی طرح چاٹ لیا تھا جبکہ باقی سب پر تو جیسے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، جلال خانزادہ کو اپنی سماعتوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ ابھی بھی پرامید نظروں سے اپنی لاڈلی کی طرف دیکھ رہے تھے لیکن مٹھیوں کو زور سے بھینچے بند آنکھوں کے باوجود چہرے پر بہتے بے تحاشا

صدمہ پہنچا تھا کمرے میں خطرناک حد تک خاموشی پھیل گئی سب کا سکتہ تو اس وقت ٹوٹا جب شہریار غصے سے مٹھیاں بند کیئے دروازے کو ٹھوکر مار کر چلا گیا اور کچھ ہی دیر میں وہ حارث کو گریبان سے گھسیٹتا ہوا لایا اور زور سے دھکا دے کر اسے جلال خانزادہ کے قدموں میں گرا دیا۔

''دیکھ لیجئے اپنی ضد کا نتیجہ پاپا کہا تھا نا میں نے آپ سے مت رکھیے اس بدذات کو دکھا دیا نا اس کمینے نے اپنا رنگ اسے تو آج میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' شہریار کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا کسی وحشی جانور کی طرح اس نے حارث کو گھسیٹتے ہوئے کھڑا کیا اور مکوں کی برسات کر دی نیلوفر نے بھائیوں کی طرف دیکھا جو یہ بت بنے یہ تماشا دیکھ رہے تھے نیلوفر کو لگا کہ اس کا دل پھٹ گیا ہے اور خون کے قطرے آنسوؤں کی صورت میں بہہ رہے ہوں اسی دوران شہریار نے حارث کو اتنے زور سے دھکا مارا کہ وہ شیشے کی میز پر اوندھے منہ گرا جس پر پڑے لوہے کے گلدان سے اس کا سر ٹکرایا اور وہاں سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور خون کو دیکھ کر نیلوفر کے صبر کی انتہا ہو گئی شہریار کو ایک بار پھر ہاتھ اٹھاتا دیکھ کر وہ آگے بڑھی اور ہوا میں اٹھے اس کے ہاتھ کو وہیں روک دیا۔

''بس لالہ بہت ہو گیا ہاتھ اٹھانے سے پہلے یہ جان لیجئے کہ جسے آپ نوکر سمجھ کر پیٹ رہے ہیں وہ اس گھر کا داماد اور ہمارا شوہر ہے لالہ اور اگر اب آپ نے ان پر ہاتھ اٹھایا تو ہم قطعی برداشت نہیں کریں گے۔'' نیلوفر نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور غصیلی آنکھوں سے شہریار کو دیکھنے لگی، سب پر یہ انکشاف بجلی بن کر گرا تھا اور جلال خانزادہ پر تو جیسے قیامت ہی ٹوٹ پڑی ان کی زبان کو تو جیسے قفل لگ گیا۔

نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا۔

''یہ سچ ہے لالہ ہم نے حارث سے نکاح کیا ہے۔'' نیلوفر نے بے دھڑکی سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تو وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ پائے۔

''چٹاخ۔'' تھپڑ کی آواز سارے کمرے میں گونجی نیلوفر لڑکھڑا کر گرنے ہی والی تھی کہ انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کرتے ہوئے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا لیکن اس سے پہلے سجاول اور ابرار نے ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔

''یہ کیا کر رہے ہیں آپ لالہ؟ ہوش میں آئیں پلیز۔'' ابرار نے اسے قابو کرتے ہوئے کہا جبکہ آصف نے آگے بڑھ کر نیلوفر کی بازو چھڑواتے ہوئے اپنی طرف گھسیٹا۔

''یہ کیا کیا آپ نے منی اتنی بڑی بات ہم سب سے چھپائی کیوں آخر ایسی کیا مجبوری تھی کہ آپ کو یہ قدم اٹھانا پڑا کم از کم مجھے تو بتایا ہوتا بولو۔'' آصف نے کندھوں سے جھنجوڑتے ہوئے کہا تو نیلوفر نے بے تحاشا روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

''ہمیں معاف کر دیجئے لالہ ہم ڈر گئے تھے کیونکہ جو کچھ بھی ہوا اتنی جلد بازی میں ہوا کہ ہمیں سنبھلنے کا بھی موقع نہیں ملا تھا لیکن یقین مانیئے لالہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔''

''نیلوفر بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔'' حارث نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر اس نے یونیورسٹی میں نیلوفر سے ملنے سے لے کر ہاسپٹل میں نکاح ہونے تک کی داستان ان سب کے گوش گزار کر دی جسے سن کر سب کے دل دہل گئے اور سب بے یقینی سے حارث کے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

''حارث نے جو کچھ بھی کہا وہ سب سچ ہے اور میں آپ سب کو ایک بات اور بتانا چاہتی ہوں جسے آپ ایک معمولی آدمی سمجھ رہے ہیں وہ ایک پڑھے لکھے شریف خاندان اور امیر گھرانے کا اکلوتا بیٹا اور میرا منہ بولا بھائی ہے۔'' نغمہ نے بھی آگے بڑھ کر آخری راز سے پردہ اٹھا دیا باقی سب کی حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو لہو نہ نکلے جبکہ شہریار اس کی طرف بڑھا۔

''اوہ تو اس کا مطلب ہے کہ بھی اس گناہ میں برابر کی شریک ہو۔'' شہریار نے زہرخند لہجے میں کہتے ہوئے اسے اپنی خون ٹپکاتی آنکھوں سے گھورا لیکن نغمہ بالکل بھی خوفزدہ نہیں ہوئی کیونکہ آج اسے حارث اور نیلوفر کا ساتھ دینا تھا۔

''ہاں شہریار میری موجودگی میں ہی ان کا نکاح ہوا تھا اور کسی سے پیار کرنا یا شادی کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔'' نغمہ نے نڈر انداز میں کہا۔

''نغمہ۔'' شہریار کا ہوا میں اٹھا ہاتھ وہیں رک گیا۔

''رک کیوں گئے شہریار ماریئے لیکن آج میں بھی چپ نہیں رہوں گی میں آپ سے ایک بات پوچھوں گی کہ اگر واقعی کسی کو چاہنا پیار کرنا گناہ ہے تو پھر سزا تو آپ کو بھی ملنی چاہیے کیونکہ اس گناہ کے مرتکب تو آپ بھی ہوئے ہیں بولیئے اور بتایئے سب کو کہ کس طرح ہم روز ہوٹلوں میں ملتے تھے ایک دوسرے کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اور شادی سے پہلے ہی آپ نے مجھ سے ساتھ زندگی گزارنے کا وعدہ کیا تھا نا کیوں آپ مجھے روز ملنے کے لئے بلاتے تھے؟ کیوں روز مجھے فون کر کے گھنٹوں مجھ سے باتیں کرتے تھے؟ کیا میں کسی کی بیٹی یا بہن نہیں تھی اگر ہمارے لئے کوئی قواعد وضوابط نہیں تو پھر نیلوفر کے لئے کیوں؟'' نغمہ نے آج اس کے ضمیر کو جنجھوڑا تھا نغمہ کی باتیں بالکل ٹھیک تھیں یہی سوچ کر

شہریار نے اپنا تجزیہ کیا اور ہر جگہ اسے اپنا آپ گنہگار نظر آیا۔

''اور پھر میں نے تو آپ کو شادی سے پہلے چاہا تھا شہریار لیکن بیچاری نیلوفر نے تو کبھی حارث تو کیا کسی اور کی طرف بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا میرے سمجھانے کے باوجود اس نے کبھی حارث کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور حارث سے نکاح بھی اس نے صرف اس کی جان بچانے کے نیت سے کیا وہ بھی میری منتیں اور واسطے دینے کے بعد کیونکہ میں اپنے بھائی کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی اور پھر میں آپ سب سے پوچھتی ہوں اور اگر آپ کے سامنے کوئی مر رہا ہو اور آپ اسے بچا سکتے ہوں تو کیا آپ اس کی مدد نہیں کریں گے رشتے یا محبت کے ناطے نہ سہی لیکن انسانیت کے ناطے تو آپ اسے ضرور بچائیں گے تو پھر نیلوفر نے بھی تو محض انسانیت کے ناطے حارث کی جان بچانے کے لئے یہ قدم اٹھایا ہے پھر اسے کیوں قصوروار سمجھا جا رہا ہے؟ کیوں اس کی قربانی کو گناہ کا نام دے کر ذلیل کیا جا رہا ہے؟ کیوں ان دونوں کو مجرم ٹھہرا رہے ہیں آپ سب؟'' نغمہ نے سب کو اس بری طرح شرمندہ کیا تھا کہ وہ اب خود سے نظریں چرا رہے تھے اور نیلوفر کے آنسو تو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے جسے نغمہ نے گلے لگا کر چپ کروانے کی کوشش کی۔

''ہم مانتے ہیں نغمہ کہ ان سب میں نیلوفر کی کوئی غلطی نہیں تاہم یہ مت بھولو کہ تمہارے بھائی حارث کا قصور تو ہے کیونکہ اسی کے ورغلانے پر نیلوفر نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا۔'' دلاور نغمہ کی باتوں سے قائل تو تھے تاہم انہیں حارث سے شکوہ تھا اس لئے نغمہ کو اس کی غلطی یاد دلانے لگے تو وہ نیلوفر کو چھوڑ کر ان کے قریب آئی۔

''میں مانتی ہوں لالہ کہ غلطی تو بے شک ہوئی ہے لیکن حارث نے اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے اسے سدھارنے کی کوشش کی یقین مانیئے لالہ حارث کے ایک اشارے پر بیسیوں نوکر اس کے آگے پیچھے پھرتے ہیں لیکن یہ خود ایک نوکر بن کر آپ کے گھر میں آیا جس شخص نے کبھی خود سے اٹھ کر پانی کا گلاس تک نہیں پیا ہو وہ آپ کے گھر کی بکریاں ڈھوتا رہا صرف اس لئے کہ یہ آپ لوگوں کے دل میں جگہ بنا سکے آپ کا دل جیت سکے۔'' نغمہ کے الفاظ میں جو سچائی تھی اسے دلاور اور باقی سب اچھی طرح محسوس کر سکتے تھے۔

''اور شہریار کتنی بار آپ نے حارث کو نیچا دکھانے کی کوشش کی اسے دھتکار اس کی بے عزتی کرتے رہے لیکن وہ یہ سب چپ چاپ برداشت کرتا رہا صرف اس لئے کیونکہ وہ آپ سب سے بھی کئی گنا زیادہ آپ کی بہن سے محبت کرتا ہے اگر وہ چاہتا تو بیوی ہونے کے ناطے نیلوفر کو بھگا کر بھی لے جا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ دوسری بار اپنی غلطی کو دوہرانا نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ آپ کے ہر ستم کو منہ پر قفل ڈالے سہتا رہا کیونکہ اس نے محبت کا گناہ کیا تھا اور یہ بات آپ سے بہتر کون سمجھے گا کہ جب پیار ہوتا ہے تو صحیح یا غلط جیسے الفاظ بالکل بے معنی ہو جاتے ہیں۔'' نغمہ کے ہوش دلانے پر اس کی آنکھوں سے بے خبری کی پٹی اتری تھی اور سارے منظر یکے بعد دیگرے اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے آج وہ اپنی ہی نظروں سے گر گیا تھا اور نہ جانے کیا ہوا تھا؟ کہ بت بنے جلال خانزادہ کے جسم میں حرکت ہوئی شاید انہیں اب ہوش آیا تھا کہ وہ صوفے پر گر گئے۔

''بابا کیا ہوا آپ کو؟'' انجم جو انہیں گرتا دیکھ کر چلائی تو باقی سب بھی تیزی سے بھاگتے ہوئے ان کی طرف آئے [illegible]

ان کی طرف لپکتی کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

''رک جاؤ تم۔'' لفظ تھے یا انگارے جنہوں نے نیلوفر کے بدن کو جھلسا دیا تھا۔

''خبردار اگر میرے قریب آئی تو۔'' جلال خانزادہ بمشکل یہ لفظ کہہ پائے جبکہ دلاور نے گلاس میں پانی لے کر دراز سے ٹیبلیٹ نکال کر انہیں کھلائی باقی ان کی ہتھیلیاں سہلانے لگے اور بیچاری نیلوفر اپنے پیارے پاپا کی حالت کو محض دیکھ کر اپنی قسمت پر ماتم کر رہی تھی۔

''پاپا پلیز Take it easy بھول جایئے سب۔'' آصف نے ان کے سینے کو سہلاتے ہوئے نیلوفر کی معافی کی درخواست کی۔

''نہیں آصف اس نے ہمارے لاڈ پیار ہمارے یقین ہمارے بھروسے کا خون کیا ہے ہماری عزت کو اپنے پاؤں تلے کچلا ہے کتنا مان تھا ہمیں اس پر اپنی پرورش پر آج اس نے ہماری پرورش کے ساتھ ساتھ ہمارے مان کے بھی ٹکڑے کر دیئے ہم اسے کبھی معاف نہیں کریں گے کہہ دو اس سے دور ہو جائے ہماری نظروں سے آج یہ ہمارے لئے اور ہم اس کے لئے مر گئے آج میں سب کے اعتراف کرتا ہوں کہ جلال خانزادہ کی اکلوتی بیٹی جس کا نام نیلوفر خانزادہ تھا وہ مر چکی ہے۔'' سینے پر ہاتھ رکھے انہوں نے ایسے الفاظ بول دیئے جنہیں سن کر ہتھیلیاں سہلاتے بیٹوں کے ہاتھ رک گئے ان کے گرد کھڑی بہوؤں نے حیرت اور صدمے سے منہ پر ہاتھ رکھ لئے جبکہ نیلوفر کے بہتے ہوئے آنسو ایکدم سے بند ہو گئے وہ تو آنکھیں پھاڑے اپنے سرپرست اپنے مضبوط سائبان کو دیکھ رہی تھی جس نے اس کے سر سے اپنا مہربان سایہ کھینچ لیا تھا جس تلے سے شفقت بھری [illegible] نوچ لی تھی [illegible]

کی طرح کھڑی تھی جیسے جیتے جی موت کی خبر سنائی گئی تھی اس نے قدم پیچھے کیا ہی تھا کہ توازن نہ رکھتے ہوئے وہ لڑکھڑائی اس سے پہلے کہ وہ گرتی حارث جو اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھام کر سہارا دیا۔

''نیلو۔'' اسے گرتا دیکھ کر ابرار اور آصف تیزی سے آگے بڑھے لیکن جلال خانزادہ کے نئے حکم نے انہیں منجمد کر دیا۔

''خبردار جو اس کی طرف بڑھے تو ہم [illegible] کی شکل بھی کبھی نہیں دیکھیں گے۔'' جلال خانزادہ آج ایک باپ نہیں بلکہ ایک سنگدل دے رحم حاکم تھے جو صرف سزا سنانا جانتا تھا معاف کرنا نہیں ان کے اس حکم سے پہلی بار آصف کی آنکھوں میں آنسو تھے جبکہ دلاور کا دل علیحدہ غمزدہ تھا نیلوفر نے قدرے سنبھل کر حارث کے دونوں ہاتھوں کو جھٹک دیا پھر ذرا آگے آ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

''نہیں پاپا آپ ایسا نہیں کر سکتے خدا کے لئے اتنے سنگدل مت بنیئے پاپا ہمیں آپ کی یہ سزا ہرگز قبول نہیں ہم آپ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں ہم سے اپنی بیٹی ہونے کا حق مت چھینئے پاپا ورنہ ہم مر جائیں گے آپ ہمیں ڈانٹیے ماریئے کچھ بھی کر لیجئے لیکن اتنا بڑا ظلم مت کیجئے ہم نہیں جی سکتے آپ کے بغیر پاپا اپنا فیصلہ واپس لے لیجئے پاپا پلیز اپنا فیصلہ واپس لے لیجئے۔'' ایک بار پھر اس کے آنسوؤں نے لڑیوں کی صورت میں بہنا شروع کر دیا تھا وہ بے بسی سے ہاتھ جوڑے فقیر کی مانند ان کی چوکھٹ پر بیٹھی تھی ہر آنکھ اس کی حالت پر اشکبار تھی بھی بھائیوں کے کلیجے منہ کو آ گئے ایسے یوں تڑپتا دیکھ کر وہ اس گھر کی لاڈلی تھی رانی تھی لیکن آج اسے مانگنے سے بھی بھیک نہیں [illegible]

''بچو! اس سے کہہ دو کہ دفع ہو جائے یہاں سے اور اپنے ساتھ اس دھوکے باز کو بھی لے جائے ہم نے تو اسے اتنا عرصہ اپنے بیٹوں کی طرح گھر میں رکھا اور اس نے ہماری ہی پیٹھ میں چھرا گھونپا کہہ دو ان سے چلے جائیں یہ ورنہ ہم ان سے کہہ کر دھکے مار کر نکلوا دیں گے۔'' [illegible] کی قابل رحم حالت بھی ان کے پتھر دل کو موم نہ کر سکی کیونکہ انہیں بہت گہرا صدمہ پہنچا تھا آج [illegible] اپنے نام کی طرح بے حد جلال میں تھے حارث [illegible] آگے بڑھ کر بے جان نیلوفر کو سہارا دے کر [illegible]

''ٹھیک ہے خانزادے نکال دو دھکے مار کر [illegible] بیٹے کو اور بہو کو۔'' اس سے پہلے کہ حارث [illegible] کی جانب قدم بڑھاتا لیکن یاسر ہمدانی تبسم آیا [illegible] قیر اندر داخل ہوئے وہ جلال خانزادہ کی [illegible] [illegible] ن چکے تھے سب نے ان کے بیٹا اور [illegible] پر حیرت بھری پھٹی آنکھوں سے دیکھا اور [illegible] جلال خانزادہ تو دل پر ہاتھ رکھے فوراً انہیں [illegible] دیکھ کر کھڑے ہو گئے سب شش و پنج میں [illegible] ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

''یاسر انکل آپ؟''

''بابا! آپ یہاں؟'' حارث اور نغمہ نے [illegible] وقت انہیں دیکھ کر پوچھا تو قیر نے انہیں [illegible] کے نکاح کی ساری بات بتا دی تھی اور [illegible] اسی سلسلے میں وہ اپنے دوست سے ملنے آئے [illegible] لیکن یہاں کے منظر نے ان کا دل دکھایا تھا [illegible] کے چہرے پر جے خون کے نشانات ان کا [illegible] دل لے گئے کیونکہ انہوں نے تو غصے میں بھی [illegible] اکلوتی اولاد پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔

''ہمدانی انکل کیا حارث آپ کا بیٹا ہے؟'' [illegible] کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا اس کرشمے پر۔

''ہاں آصف بیٹے حارث میرا ہی بیٹا ہے [illegible]

سے جہاں سب پر گھڑوں پانی پڑا تھا وہیں جلال خانزادہ بھی منجمد ہو گئے۔

''یہ...... یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہمدانی؟'' جلال خانزادہ کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی نہ جانے کیوں وہ اس سچائی کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے تھے۔

''یہ سچ ہے خانزادے حارث کے لئے ہی میں نے نیلوفر کا رشتہ مانگا تھا لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ یہاں تو الٹی گنگا ہی بہہ رہی ہے۔'' یاسر ہمدانی نے اپنے بیٹے سے کی گئی بدسلوکی کے بارے میں طنز کیا تو اس نئے انکشاف پر نغمہ نیلوفر اور حارث کو تو جیسے کرنٹ لگا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں بابا؟ کیا نیلوفر ہی وہ لڑکی ہے؟'' حارث نے الجھتے ہوئے پوچھا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ نغمہ اور نیلوفر تو اس نئے معجزے سے شکر کا کلمہ پڑھ رہی تھیں۔

''تاہم جلال خانزادہ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرے۔''

''لیکن انکل آپ ہی نے تو کہا تھا کہ یہ جرمنی گیا ہوا ہے؟'' دلاور خانزادہ نے اپنی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔

''ہاں بیٹا اب تک تو میرے بھی علم میں یہی تھا کہ میرے صاحبزادے جرمنی میں ہیں لیکن اب آپ سب کے سامنے حارث مجھے بھی سچائی بتائے گا۔'' یاسر ہمدانی نے اپنی سچائی بیان کرنے کے بعد حارث کی طرف رخ کیا تو وہ شرمندہ ہو گیا، پھر اس نے یونیورسٹی میں پہلی بار نیلوفر کو دیکھنے بابا سے ضد کر کے جرمنی جانے کے بہانے توقیر کے ساتھ اس کے گھر رہنے پھر نکاح کے بعد شرفو کی منت کرنے پر نیلوفر کے ساتھ اس کے گھر آ کر ڈرائیور بننے تک کی داستان سنائی، جسے سن کر خانزادہ فیملی کا ہر ممبر حارث کی دیوانگی اور [illegible]

حارث سے کیئے گئے اپنے سلوک پر پشیمان بھی تھے اور جلال خانزادہ کا حال بھی ان سے مختلف نہ تھا وہ حارث کی اعلیٰ ظرفی پہ حیران اور اپنی کم ظرفی پر پشیمان تھے۔

''کتنے افسوس کی بات ہے نا خانزادے کہ باپ تو بھی ہے اور باپ میں بھی ہوں لیکن ہم دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ جاننے کے باوجود کہ میرے بیٹے نے غلطی کی ہے میں نے باپ ہونے کے ناطے اسے معاف کر دیا کیونکہ سنی میری اکلوتی اولاد ہے اور پھر ماں باپ غلطیوں پہ معاف نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ دوسرا یہ کہ نیلوفر میرے بیٹے کی خوشی ہے، لیکن تو نے جاننے کے بعد بھی کہ اس سارے معاملے میں نیلوفر بیٹی کا کوئی قصور نہیں تو نے اسے معاف نہیں کیا تو نے ایک باپ ہونے کا فرض نہیں نبھایا جبکہ نیلوفر تیری بھی اکلوتی بیٹی ہے اور بیٹی بھی ایسی لاڈلی کہ جس کی آنکھوں میں تو نے کبھی آنسو تک نہ آنے دیا آج اس کے گڑگڑانے پہ بھی تیرا دل نہیں پگھلا کیوں خانزادے؟ کیا تو سب کچھ بھول کر انہیں میری طرح سینے سے نہیں لگا سکتا؟ بول خانزادے تو چپ کیوں ہے جواب دے؟''

یاسر ہمدانی نیلوفر کے سر پہ ہاتھ رکھے ان سے پوچھ رہے تھے لیکن جلال خانزادہ کی زبان تو جیسے گنگ تھی یاسر ہمدانی کتنی ہی دیر خاموش کھڑے جلال خانزادہ کے جواب کے منتظر رہے پھر ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے ان کے مقابل کھڑے ہو گئے۔

''ٹھیک ہے خانزادے تو بے شک اس رشتے کو قبول مت کر لیکن حارث کی غلطی کی سزا نیلوفر بیٹی کو ملے یہ میں ہرگز نہیں چاہوں گا اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ......'' یاسر ہمدانی اپنا بازو چھوڑ کر ان کی طرف پشت کرکے

''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ حارث نیلوفر کو ''طلاق'' دے گا۔'' ان کی عام انداز میں کی گئی بات نیلوفر پر قیامت بن کر ٹوٹی آج شاید اس کے کڑے امتحان کا دن تھا جس سے گزرتے گزرتے وہ تھک گئی تھی۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا؟'' حارث بھی اپنے باپ کے الفاظ پر سانپ کی طرح تڑپنے لگے۔

''صحیح کہہ رہا ہوں میں سنی اب تک تم سب کچھ اپنی مرضی سے کیا لیکن اب تمہیں یہ بات ماننی ہی پڑے گی کیونکہ یہی تمہاری سزا ہے۔'' یاسر ہمدانی بضد تھے جبکہ جلال خانزادہ کا دل تو لفظ ''طلاق'' نے جکڑ لیا تھا وہ بولنا چاہتے تھے لیکن الفاظ منہ سے نکلنے پر انکاری تھے یہاں سب کی حالت بھی ان کے مترادف تھی۔

''نہیں بابا میں نیلوفر کو ہرگز طلاق نہیں دوں گا۔'' حارث کے ارادے اٹل تھے۔

''تو پھر ٹھیک ہے کرو اپنی مرضی لیکن میرے مرنے کے بعد میں اپنے جنازے کو کندھا دینے کا حق تم سے چھین لوں گا۔'' یاسر صاحب بھی طیش میں آ گئے اس لئے انہوں نے وہ کہہ دیا جسے سن کر حارث احتجاج کرنے کی طاقت کھو بیٹھا۔

''اب چلو یہاں سے اور ہاں خانزادے کو تمہیں طلاق کے پیپرز مل جائیں گے۔'' حارث کا بازو پکڑ کر آخری بار انہیں مخاطب کیا اور آگے چل دیئے۔

''رکیئے انکل جی! ہمیں صرف اتنا بتا دیجئے کہ ان سب میں ہمارا کیا قصور ہے؟'' تھکے مسافر کی طرح آہستگی سے بولتی ہوئی نیلوفر کے الفاظ یاسر صاحب کے دل کو چھلنی کر گئے حارث کا بازو چھوڑ کر اس کی طرف آئے اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر بولے۔

''ہمارا کیا قصور نہیں بیٹا لیکن میں نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے کی نادانی کی وجہ سے تم اپنے اتنے پیارے رشتوں سے محروم ہو جاؤ تمہارا اس لئے مجھے یہ فیصلہ لینا ہوگا ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔'' پھر نیلوفر کی پیشانی پر بوسہ دے کر وہ رکے نہیں اور اس گھر کی دہلیز پھلانگ گئے۔

''پاپا پلیز آپ چپ کیوں ہیں کچھ بولیے پاپا ورنہ ہماری منی کی زندگی برباد ہو جائے گی۔'' آصف نے باپ کو خاموش دیکھ کر بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا تو باقی سب بھی ان کی طرف آ گئے۔

''جی پاپا اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے انہیں روک لیجئے۔'' شہریار نے بھی انداز اپنایا لیکن جلال خانزادہ کو بے حس و حرکت کھڑے دیکھ کر نیلوفر ان کی طرف بڑھی۔

''یاد ہے پاپا ایک بار ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ اگر ہم سے انجانے میں کوئی غلطی ہو جائے تو کیا آپ ہمیں معاف کر دیں گے؟ تو آپ نے کہا تھا جو انجانے میں ہو وہ غلطی نہیں ہوتی ہم سے بھی تو یہ سب انجانے میں ہوا تا پھر ہمیں کیوں اتنی بڑی سزا دی جا رہی ہے؟ آپ تو ہم سے ناطہ توڑ ہی چکے ہیں ہمیں خود سے جدا کر کے تنہا کر ہی دیا ہے پر اب حارث کو چھین کر ہمیں بے آسرا مت کیجئے ورنہ ہم اکیلے پڑ جائیں گے پاپا ہماری چھت کو گرنے سے بچا لیجئے کیونکہ اب یہ صرف آپ کے ہاتھ میں ہے۔''

بے بسی کی تصویر بنی نیلوفر کی التجا جلال خانزادہ کا دل چیر گئی اور وہ درد سے کراہ اٹھے وہ نظریں نہیں ملا پا رہے تھے اپنی لاڈلی سے سب بھائی اور بھابھیاں بھی آنسو بہاتے اس معصوم اور ننھی نیلوفر کے صبر کی انتہا دیکھ کر حیران تھے وہ سب اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لینا چاہتے تھے لیکن ان کے پاؤں میں باپ کے حکم کی بے رحم بیڑیاں تھیں اس لئے وہ بے بسی سے یہ دیکھنے پر مجبور تھے پھر نیلوفر نے ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا دامن پھیلا دیا۔

''آج تک اس گھر میں ہماری ہر فرمائش ہر طرح کی خواہش من مانگے پوری کی گئی اس لئے ہمیں مانگنا نہیں آتا لیکن ہو سکے تو آخری خواہش سمجھ کر ہی سہی ہماری جھولی میں حارث کا ساتھ ڈال دیجئے پاپا اس کے بعد ہم آپ سے کچھ نہیں مانگیں گے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اپنی منحوس صورت آپ کو کبھی نہیں دکھائیں گے پاپا۔'' بے تحاشا آنسو اس کے دامن کو بھگو گئے اور پھر جلال خانزادہ تڑپ اٹھے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا فوراً نیچے گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے انہوں نے اس معصوم گڑیا کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

''بس کر میری بچی بس کر اس سے آگے کچھ مت کہنا ورنہ تیرے باپ کا کلیجہ پھٹ جائے گا، گنہگار تو میں ہوں تیرا میرے پاس الفاظ نہیں ہیں لیکن پھر بھی تو اپنے اس باپ کو معاف کر دے میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اس لئے اے خدا تو بھی مجھ پر رحم فرما میری خطاؤں کو معاف کر دے، آج میں آنسہ کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا کیونکہ میں نے اس کے جگر کے ٹکڑے کو رلایا مجھے معاف کر دو آنسہ۔'' آج ایک عرصے بعد ان کی آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برس رہی تھیں اسے سینے سے چمٹائے وہ اونچی آواز میں اوپر والے سے اور اپنی مرحوم زوجہ سے معافیاں مانگ رہے تھے سب گھر والے برستی آنکھوں سے باپ بیٹی کے اس ملن کو دیکھ رہے تھے تبھی نیچے بیٹھ کر انہیں چپ کروانے لگے آصف نے باپ سے لپٹی نیلوفر کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے علیحدہ کرنا چاہا لیکن جلال خانزادہ اسے اپنی قیمتی متاع حیات کی طرح خود میں سمیٹے ہوئے تھے۔

''تو پھر انہیں روک لیجئے نا پاپا ورنہ وہ ہمیں

طلاق دے دیں گے۔"نیلوفر نے ان سے علیحدہ ہو کر معصومیت سے التجا کی تو انہوں نے اس کے نرم چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر کتنی ہی بار اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

آپ کو آپ کی خوشیاں ضرور ملیں گی ہم وعدہ کرتے ہیں اپنی بچی سے، دلاور جلدی سے گاڑیاں نکالو ہم سب ابھی اسی وقت جائیں گے میں یزدانی کے پاؤں پکڑلوں گا کہ میری بچی کے ساتھ یہ ظلم نہ کرے۔" جلال خانزادہ طیش میں کہتے ہوئے اٹھے بیٹے کا درد تو کہیں دور چلا گیا تھا پھر نعیم کو نیلوفر کے ساتھ چھوڑ کر باقی سب نے یزدانی ہاؤس کا رخ کیا۔

یاسر صاحب نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جلال خانزادہ بھی اپنی بچی کے ساتھ ظلم نہیں ہونے دیں گے پھر شہریار اور انیقہ نے بھی حارث سے معافی مانگی تو اس نے مسکراتے ہوئے شہریار کو گلے سے لگایا دونوں گھرانوں کا ملن ہوتے دیکھ کر جسم آپا نے روتے ہوئے ان سب کو خوشیوں کی دعائیں دیں۔

آج کڑے درد ناک امتحان کے بعد خوشیوں بھری صبح "آنسہ پیلس" میں نمودار ہوئی پورے شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا شہر کے بڑے سے بڑے رئیس دولت مند اور سیاستدانوں کو مدعو کیا گیا کیونکہ آج جلال خانزادہ کی لاڈلی بیٹی کی شادی تھی انہوں نے ہر وہ ارمان پورا کیا جو وہ کر سکتے تھے بڑے دھوم دھام سے انہوں نے سارا اہتمام کیا بڑے ہی شاندار طریقے سے بارات کا استقبال کیا گیا۔

بابل کی پرشفقت اور محبت سے دی گئی خوشیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر حارث کے ساتھ قدم ملا کر وہ اپنے بابل کی دہلیز پار کر کے ایک محل سے دوسرے محل میں آگئی جہاں رانیوں کی طرح کا استقبال کیا گیا پھر ہر طرح کے لاڈ چاؤ پورے ہونے کے بعد اسے پھولوں سے سجی مسہری پر بٹھایا گیا اور نیلوفر سرخ جوڑے میں پورے سنگھار کیئے بڑے استحاق سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جو صحیح معنوں میں اس کا اپنا کمرہ تھا۔ دروازے پر دستک دے کر حارث اندر آیا۔ پھولوں کی لڑیوں کو ہٹا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ نیلوفر نے آنکھیں بند کرلیں کتنی ہی دیر وہ اس کے معصوم حسن کو آنکھوں سے اپنے اندر اتار رہا پھر ایک طویل سانس کھینچ کر گویا ہوا۔

"پتہ ہے نیلوفر آج بھی اتنی ہی حسین لگ رہی ہو جتنی مجھے پہلی بار دیکھنے پر لگی تھیں اس دن بھی میں نے ہوش کھو دیا تھا اور آج بھی میں اپنے حواسوں میں نہیں ہوں۔" اس کے حسن کو اپنی نگاہوں میں قید کرتے ہوئے حارث نے رازدارانہ سرگوشیانہ انداز میں کہا تو نیلوفر نے نہ جانے کس احساس کے تحت آنکھیں کھول دیں پھر وہ حارث کو بنا پلک جھپکے دیکھنے لگی، حارث اس کے اس انداز پر حیران ہوا۔

"کیا بات ہے نیلوفر تمہاری آنکھوں میں بے یقینی کیوں کہیں تمہیں بھی میری طرح یہ سب خواب تو نہیں لگ رہا؟" حارث اس کی نگاہوں میں چھپے اس تاثر کو کوئی نام نہیں دے پایا اس لئے پوچھ بیٹھا جبکہ نیلوفر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پتہ ہے حارث مجھے لگتا ہے کہ میں ایک بہت لمبا تھکا دینے والا سفر تنہا طے کر کے آئی ہوں اور اب مجھ میں ہمت نہیں ہے شاید میں تھکنے لگی ہوں۔" نیلوفر نے آہستہ آواز میں اس پر اپنی حالت عیاں کی تو حارث نے اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ کر خاموش کروا دیا۔

"شش...... پلیز نیلوفر اب کبھی مت کہنا کہ تم تھک گئی ہو کیونکہ ابھی ہمیں ایک خوبصورت پیارا بھرا سفر تنہا نہیں بلکہ ایک ساتھ طے کرنا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم کبھی ہار مانو بالفرض اگر تم کبھی تھکنے لگو تو میں تمہیں اپنی بانہوں میں اٹھا کر ساری زندگی پیدل چلنے کے لئے تیار ہوں بس مجھے تمہارا ساتھ چاہیے وعدہ کرو نیلوفر ہر خوشی اور غم میں ایک اچھی دوست بن کر ایک باوفا بیوی بن کر میرا ساتھ دو گی وعدہ کرو نیلوفر۔" پیار بھرے ساتھ کا یقین دلاتے ہوئے حارث نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا اور نیلوفر تو ایسا جیون ساتھی پانے پر ہی سرشار تھی جو اس کی تکلیف کو اپنا درد سمجھتا تھا پھر نیلوفر نے بنا دیر کیئے اپنا ہاتھ حارث کے ہاتھ میں دے دیا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں حارث آپ جب بھی پیچھے مڑ کر دیکھیں گے اپنے ہاتھوں میں میرا ہاتھ پائیں گے انشا اللہ۔" نیلوفر نے اس کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے یقین کی کلیاں اس کی جھولی میں ڈال کر اس کا دامن خوشبوؤں سے بھر دیا تھا اور اس چاہت کی خوشبو سے وہ تاعمر اپنے احساسات کو معطر رکھنا چاہتا تھا۔

کہتے ہیں مایوسی کفر کی اور صبر و تحمل ایمان کی پہچان ہے راستے چاہے کتنے ہی پرخطر کٹھن یا دشوار گزار کیوں نہ ہوں صبر کا پہیہ اس پتھریلے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو اپنے نیچے روندتا ہوا آپ کو آپ کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔

ضرورت ہے تو اس رب عظیم پر بھروسہ رکھنے کی کیونکہ جس طرح ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ ہوتا ہے ہر ندی کا ایک کنارا ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح مایوسی کے گھپ اندھیرے کے لئے بھی امید کی ایک روشن کرن ہوتی ہے جو آپ کو کبھی ہارنے نہیں دیتی تب تک جب تک کہ آپ کامیاب نہ ہو جائیں، کیوں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں سچ کہہ رہی ہوں نا۔

☆☆☆